بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ملا علی قاری قدس سرہ کی اربعین احادیث قدسیہ کا اردو
ترجمہ اور تخریج بنام

الاربعین الرضویة فی ترجمة الاحادیث القدسیة

عرفی نام

اربعین رضویہ

مترجم

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، خلیفۂ تاج الشریعہ وامین شریعت حضرت علامہ مولانا
مفتی الشاہ ابوالفضل محمد فیض رضا خاں عادل الازہری بریلوی
فاضل جامعہ ازہر مصر

تقسیم کار : اعلیٰ حضرت رسرچ سینٹر، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
ناشر : رضا اکیڈمی ممبئی

سلسلہ اشاعت نمبر۔۔۔۔۔۸۶۱

نام کتاب : الاربعین الرضویة فی ترجمة الاحادیث القدسیة لملاعلی قاری علیه الرحمة

نام مترجم : مولانا محمد فیض رضا خاں عادل ازہری

تقدیم ونظر ثانی : مفتی محمد سلیم بریلوی

سن اشاعت : ۲۵ر صفر ۱۴۴۰ھ/۵ر نومبر ۲۰۱۸ء

بموقع : صدسالہ عرس رضوی

تعداد : ۱۱۰۰۰

ملنے کا پتہ : اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، موبائل: +91-7906343315

کتاب ملنے کے پتے:

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

مکتبہ رحمانیہ/درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی۔۹

قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی

برکاتی بک ڈپو، نومحلّہ بریلی شریف

فہرست

عرض ناشر

الحمد لله ! میرے ہمشیرزادہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ توصیف ملت، خلیفۂ تاج الشریعہ، فاضل جامعہ ازہر، صاحبزادہ مفتی محمد فیض رضا خاں الازہری سلمہٗ ایک نوجوان فاضل ومفتی ہیں۔ ۲۰۱۴ء سے تا حال جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہیں۔ موصوف جامعہ ازہر سے اپنا گریجویشن کمپلیٹ کر چکے ہیں۔ بڑی مسرت کی بات ہے کہ وہ پڑھنے کے ساتھ تصنیفی کام بھی انجام دے رہے ہیں۔ عربی سے اردو ترجمہ میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ''کواکب الاقتداء'' فی الحال طبع ہو چکی ہے۔ ابھی کئی کتابیں طباعت کے مرحلے میں ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ''اربعین'' کا انہوں نے سلیس اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے اور تخریج بھی کی ہے۔ یہ ترجمہ ''اربعین رضویہ'' کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی تقدیم نہایت علمی اور فنی جواہر پاروں سے مزین ہے جس نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ہمیں مسرت وشادمانی ہے کہ ہم یہ ترجمہ وتقدیم رضا اکیڈمی ممبئی کی طرف سے شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان اور کم عمر بھانجے صاحب کو مزید تحقیقی وتصنیفی کام کرنے کا جذبہ عطا فرمائے، ان کی اس علمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین

اسیر مفتیِ اعظم ہند
محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی ممبئی

شرف انتساب

جدامجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مجدد دین وملت **امام احمد رضا خاں** قادری برکاتی

جدامجد شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ **مفتی محمد حامد رضا خاں** قادری برکاتی

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند **محمد مصطفےٰ رضا خاں** قادری برکاتی

شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی **محمد ابراہیم رضا خاں** جیلانی میاں

اپنے دادا نبیرۂ اعلیٰ حضرت ریحان ملت حضرت علامہ مفتی **محمد ریحان رضا خاں** قادری نوری

اپنے داداوارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری ازہری

امین شریعت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی **محمد سبطین رضا خاں** نوری

اپنے ابا حضور، خطیب اعظم نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ **محمد توصیف رضا خاں** قادری نوری اور اپنی **امّی حضور** مدظلہما النورانی کے نام ع

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خادم المقام الرضویہ

ابوالفضل محمد **فیض** رضا خاں قادری الازہری

دعائیہ کلمات

از: خطیب اعظم نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالفیض
محمد توصیف رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ

اپنے اکلوتے فرزند ارجمند مولانا محمد فیض رضا خاں قادری ازہری زید مجدہ کی اِس قلمی کاوش کو دیکھ کر مجھ فقیر قادری کو وہی مسرت وشادامانی حاصل ہوئی جو ایک باغباں کو اپنے لگائے ہوئے پودوں کی اولین فصلِ بہاری کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ پدرانہ شفقت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ فقیر اپنے کم سن فرزند کی فرقت گوارا نہ کرتا مگر مسلک و مذہب کی ترویج و اشاعت کا تقاضہ یہ ہوا کہ میں یہ فرقت برداشت کروں۔ آخر کار ثانی الذکر کو غلبہ حاصل ہوا اور چھوٹی سی عمر ہی میں اپنے فرزند وہ بھی اکلوتے فرزند کی فرقت کو برداشت کر کے دیارِ غیر میں تحصیل علوم کے لئے بھیج دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج اس نے یہ دن دکھایا کہ فرزند گرامی کی یہ دوسری تصنیف ''اربعین رضویہ'' کے نام سے منظر عام پر آرہی ہے ابھی کئی کتابیں اور بھی زیر طبع ہیں۔ ان شاء اللہ یہ ساری کی ساری کتابیں صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

فقیر قادری نے اپنے فرزند سے مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت اور مرکز اہلسنت کی خدمات کے حوالے سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں وہ ضرور پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مولانا فیض رضا سلمہ کی اس تحریری خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے شرف قبول عطا فرمائے۔

آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر قادری محمد توصیف رضا قادری غفرلہ

تقریظ جمیل

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی
بانی و مہتمم دارالعلوم پرِیٹوریا جنوبی افریقہ

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام علىٰ رسوله الكريم و علىٰ اٰله وصحبه و امته اجمعين

عزیز محترم صاحبزادہ محمد فیض رضا خاں عادل کی پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۹۹۶ء کو بین الاقوامی مرکز اہل سنت بریلی شریف ہند میں ہوئی۔

اپنی نیک سیرت والدۂ محترمہ اور عظیم المرتبت والد بزرگوار، نبیرۂ اعلیٰ حضرت و دنیائے اہل سنت کی نامور شخصیت، توصیف ملت حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب زید مجدہ کی سرپرستی و توجہ سے ابتدائی دینی و دنیاوی تعلیم کے حصول کا آغاز کیا۔

۲۰۱۰ء کو عالمی شہرت یافتہ تعلیمی مرکز دارالعلوم پری ٹوریا جنوبی افریقہ میں داخلہ لیا۔ دل جمعی کے ساتھ محنت و سعی پر، عمدہ نتیجہ اور طور طریقے اور عمدہ کردار کی بنا پر ہر دلعزیز شخصیت بنتے چلے گئے۔ خوش اخلاقی، ملنساری اور تواضع جیسے اوصاف حمیدہ کی بنا پر اپنے اساتذہ، منتظمین ادارہ، ہم مکتب ساتھیوں اور متعلقین و متوسلین کے دلوں میں اترتے چلے گئے۔ جو یقیناً اس اعتبار سے بھی قابل تحسین امر ہے کہ فطرتاً صاحبزادگی کا ایک اپنا نفسیاتی رنگ اور تأثر ہوتا ہے جو دوسروں سے اپنے آپ کو برتر وممتاز سمجھ کر بے اعتنائی کا داعی ہوتا ہے مگر صاحبزادہ صاحب کا خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی عظمت و شرف والی نسبت کے باجود تواضع، انکساری اور ملنساری جیسے اوصاف یقیناً اللہ کریم کے فضل، نبی رحیم علیہ التسلیم کی توجہ سے مستقبل کی تابندگی کے لئے ایک سنگ میل کی علامت تھی۔

تواضع زگردن فرازانِ نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

۲۰۱۴ء میں صاحبزادہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار اور اساتذہ کے مشورہ سے دنیا کی قدیم تر اور مشہور تر اسلامی یونیورسٹی ''جامعہ ازہر مصر'' کے شعبہ'' الکلیة الشرعیة الاسلامیة'' سے ڈگری کے حصول کے لئے باقاعدہ وابستگی اختیار کی۔ اس میں نمایاں کامیابی کے حصول کے بعد اب ۲۰۱۸ء میں بھی مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کا یہ مبارک سلسلہ جامعہ ازہر کے اسی شعبہ میں جاری ہے اور'' الدراسات العلیا'' میں اعلیٰ ڈگری کے حصول کے لئے اپنے ہی جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن کے مشہور رسالہ'' کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم ''پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی سعی میں مصروف عمل ہیں۔ وفقه الله بجاه حبیبه الکریم علیه السلام۔

صاحبزادہ صاحب ان دنوں جامعہ ازہر سے چھٹیاں گزارنے اپنے والدین واقارب سے ملنے انڈیا آئے ہیں اور یہاں بھی انہوں نے اپنے آپ کو تصنیفی، قلمی، تعمیری اور مفید کاموں میں مصروف رکھا ہوا ہے چند دن پہلے اپنے دادا جان حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کے برادر اصغر قبلہ تاج الشریعہ کے ایک عربی شاہکار '' الصحابة نجوم الاهتداء'' کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اب حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ''کتاب الاربعین للاحادیث القدسیة'' کا اردو مع تخریج احادیث ''اربعین رضویہ کے نام سے منظر عام پر لا رہے ہیں۔ اس کا مطالعہ بالتفصیل بنا بر قلت وقت و دیگر مشاغل اور عارضۂ قلب کی علت کے باعث نہ کر پایا۔ مگر کچھ چیدہ چیدہ مقامات دیکھنے سے صاحبزادہ موصوف کی علمی صلاحیت و محنت قلبی تسکین و مسرت کا باعث ہوئی۔ بس دعائیہ کلمات کے ساتھ اس شعر پر اختتام کروں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل مترجم موصوف کو اس کا مصداق بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد اکبر ہزاروی
دارالعلوم پریٹوریا جنوبی افریقہ

کلمات تحسین

از: محقق اہل سنت حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی
حق النبی صاحب سکندری ازہری سندھ پاکستان

نحمدہ نصلی و نسلم علی رسولہ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہٖ و اصحابہ اجمعین

اما بعد!

اللہ رب العزت کی حکمت کے تحت ہر زمانے میں ایسے اشخاص پیدا ہوتے ہیں جو اپنی اکیلی ذات میں انجمن ہوتے ہیں اور سیکڑوں لوگوں کا کام وہ اکیلے سر کرتے ہیں۔ ماضی میں اس کی مثال حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ میں نظر آتی ہے اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور امت مسلمہ میں ایسے گوہر نایاب پیدا ہوتے رہے جنہیں دیکھ کر رشک آتا ہے اور ایسے لوگ سرور دو عالم ﷺ کی حدیث شریف" امتی امۃ مبارکۃ" (میری امت بابرکت امت ہے) کا مصداق ہوا کرتے ہیں۔

اس سلسلے کی ایک کڑی ہمارے پاک و ہند میں مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت بھی ہیں کہ جن کے فیض نے ایک عالم کو بابرکت بنایا اور آپ کی نظر و علم نے کروڑوں مردہ دل جلائے۔ اعلیٰ حضرت کے اس خانوادے کی علمی روایات ہمیشہ نیر تاباں بن کر چمکتی رہی ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اس خانوادۂ رضا کی جلیل القدر ہستی حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ بھی تھے کہ جن کا حال ہی میں وصال ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد دل پر ایک عجیب

کیفیت طاری تھی مگر یہ یقین ضرور تھا کہ علم کی وہ شمع جو امام احمد رضا نے جلائی تھی وہ بجھنے والی نہیں۔

کتاب ہذا حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی "کتاب الاربعین للاحادیث القدسیة" کے ترجمہ، تحقیق اور تخریج پر مشتمل ایک علمی کاوش ہے۔ یہ اربعین بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر خانوادہ رضا کے فرد اور "فیض رضا" کے مظہر حضرت مکرمی صاحبزادہ مفتی فیض رضا ازہری رضوی حفظہ اللہ نے اس اہم کتاب کو اردو قالب میں ڈھال کر ایک اہم کام سر انجام دیا ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ ہے پر عبارت و ترجمہ کی روانی و سلاست سے ایسا کہیں محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے۔ فاضل مترجم نے پیرا بندی اور اردو زبان کے برمحل الفاظ کا جو چناؤ رکھا ہے اس سے ان کی علمی قد کاٹھ کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

فاضل مترجم سے میری شناسائی برسوں پر محیط ہے کہ اس خانوادے سے ہمارا تعلق ۱۹۶۰ء کی دہائی سے شروع ہوتا ہے کہ اسی خانوادہ کی ایک عظیم شخصیت حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی ہمارے والد گرامی حضرت سلطان الواعظین مفتی اعظم سندھ، مفتی عبدالرحیم سکندری کے استاذ و مربی ہیں۔ حضرت علامہ تقدس علی خاں کی محبتیں و شفقتیں ہمارے گھرانے پر اس قدر ہیں کہ حضرت والد گرامی قدس سرہ العزیز نے وادئ سندھ کے گلی کوچوں میں بریلی کے امام احمد رضا کے چرچے عام کیے، سندھی عوام نے اس والہانہ محبت کے مناظر اس قدر دیکھے کہ یہ بولنے پر مجبور ہوئے "سندھ کی سرزمین پر اگر ذکر رضا کا حق ادا کیا تو مفتی عبدالرحیم سکندری نے کیا"۔

اسی عظیم قدیمی روحانی و علمی تعلق کا ذرہ مجھ کو بھی ملا کہ کتاب ہذا کے مترجم فاضل زعیم، عالم فہیم، صاحب اخلاق محمدی حضرت میاں فیض رضا ازہری قادری رضوی سے سرزمین مصر پر ملاقات ہوئی۔ جامعہ ازہر کے اس تعلیمی زمانے میں محبت،

شفقت، علم وعمل کا ایسا تعلق جڑا کہ اس نے سابقہ تعلقات کو جلا بخشی۔

فاضل ازہر، صاحب علم وعمل حضرت علامہ فیض رضا کو میں نے اسی زمانے میں ایک محنتی وصاحب فہم عالم پایا جو اپنے اکابر کے علم اور روایات کا امین و پاسدار تھا۔آج ان کی اس کاوش کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکت سے نوازے اور اس ''فیض رضا'' کا فیض عام کرے۔آمین

حق النبی سکندری ازہری
جانشین سلطان الواعظین، مفتی اعظم سندھ
حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری نوراللہ مرقدہٗ،
شاہ پور چاکر شریف سندھ پاکستان

عرض مترجم

حامدا ومصلیا ومسلما! تعلیمی مصروفیات میں سے وقت نکال کرفقیر کی یہ کوشش اور یہ وطیرہ رہتا ہے کہ اپنے اجداد اکرام خصوصاً سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کے فتاویٰ ورسائل کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کروں۔اسی مطالعہ کے درمیان جد امجد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے ان رسائل کا بھی مطالعہ کیا کہ جوفن حدیث کے موتیوں اور لعل گہر سے بھر پور ہیں۔فن حدیث اوراس سے متعلق دیگرفنون کے تعلق سے میرے جدامجد نے جو علمی نکات بیان فرمائے ہیں وہ واقعی لاجواب مفید اور بے مثال ہیں۔ان رسائل کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے میرے اندر بھی اس فن سے خصوصی دلچسپی پیدا ہوگئی۔چنانچہ اس فن کے مواد کو خاص طور پر پڑھنے کا میں دلدادہ ہوتا چلا گیا۔اسی دلچسپی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب میرے مطالعہ کی میز پر حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمہ کی" كتاب الاحاديث القدسية"آئی۔تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اس کا ترجمہ تخریج کے ساتھ اردو دنیا کے سامنے لانا ہے۔ چالیس حدیثوں کی نشرواشاعت کرنے والوں کواللہ کے رسول ﷺ نے کئی نویدیں سنائی ہیں۔ میرے دل میں بھی یہ ارمان جاگا کہ میں بھی ان احادیث کریمہ کے مبشرات کا صدقہ حاصل کروں۔اربعین نویسی میرے لئے ذریعہ نجات بنے۔اس تمنا کے دل میں پیدا ہوتے ہی کام شروع کردیا۔

اظہارِ تشکر:۔ طباعتی مراحل سے گزارنے میں مفتی محمد خورشید عالم صاحب،مولانا غلام جیلانی کا نمایاں کردار رہا۔مولانا محمود صاحب نے اس کی کمپوزنگ کی۔حضرت مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔حضرت نے تصحیح،نظر ثانی، پروف ریڈنگ کرنے کے ساتھ اس ترجمہ پر ایک مفصل تقدیم بھی تحریر فرمائی۔حضرت مفتی

صاحب قبلہ ہمارے ابتدائی کتابوں کے استاذ بھی ہیں۔ نہایت مشفق، سنجیدہ، علم دوست اور علم پسند شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کے لئے رات و دن محنت کی۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود صرف اس وجہ سے کہ یہ اعلیٰ حضرت سے نسبی تعلق رکھنے والے اس فقیر راقم کی کتاب ہے اس لئے انہوں نے شب و روز ایک کردئے۔ نہایت علمی، فنی اور علم حدیث کے جواہر پاروں سے مزین تقدیم لکھی یہ بلاشبہ طالبان علوم حدیث کے لئے ایک عظیم سوغات ہے۔ فقیر کے محدود علم کے مطابق اب تک اربعین نویسی پر اردو زبان میں ایسا مفصل مواد سامنے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ محترم کو اعلیٰ حضرت اور ہمارے بزرگوں کا خوب سے خوب تر علمی و روحانی فیضان عطا فرمائے۔

اربعین رضویہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء۔

محمد فیض رضا خان الازہری غفرلہ ولوالدیہ
مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت خانقاہ رضویہ بریلی شریف




مقدمہ

از: محمد سلیم بریلوی

رسول اور احادیث رسول کی تشریعی حیثیت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وہ نیست کو ہست بنائے، عالم امکان کو ''وجودی قبا'' زیب تن کرائے اور کائنات کی تخلیق فرمائے تو اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے آقا، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ انہیں ''خلیفۂ اول'' اور ''نائب مطلق'' کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ انہیں اپنا محبوب، ''عالم امکاں کا شاہ'' اور ''خلق کا آقا'' بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا میں آپ کو سارے انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا۔

سرزمین مکہ پر اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سارے عالمین کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کو ایک ''جامع منشور''، بے مثل و بے مثال ''دستور'' اور زندگی کے ہر شعبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ایسا کامل و اکمل ''قانون'' بھی عطا فرمایا کہ جو ایک طرف تو کامیابی و کامرانی والی ''وسطی شاہراہ'' کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ہر طرح کی روحانی و جسمانی، اور ذہنی و قلبی شفا بھی عطا فرماتا ہے ۔یہ وہی دستور و آئین ہے جسے ''کلام الٰہی''، فرقان مجید، قرآن کریم اور کتاب اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا ایسا کلام ہے کہ جس کے ''مخاطب'' ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ ظاہر ہے کہ متکلم کے کلام کے معانی و مفاہیم، رموز و اسرار، اشارات و مجملات، منشاء و مقتضیات اور حقیقی مراد ''مخاطب'' کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ متکلم اپنے کلام کے مجملات کی تفصیل، عام کی تخصیص، اطلاق کی تقیید، مشروط کی شرط، حکم منزل وموجود کا رفع و نسخ، کلیات، مبادیات اور اصول کے جزئیات، کیفیات، احکام کے مکمل خد

وخال، اوامر ونواہی کی مکمل کیفیات، معانی ومفاہیم کی تعیین، اس کی مراد کی تشریح وتفسیر اور اس کی توضیح وتبیین اپنے مخاطب ہی کو بتاتا ہے۔

وحی متلو اور وحی غیر متلو

اصول وکلیات کی صورت میں، فرشتہ کے واسطہ سے، لوح محفوظ سے براہ آسمان دنیا اللہ رب العزت کی جانب سے جو کلام الٰہی نازل ہوا اسے ''وحی متلو'' اور ''کتاب اللہ'' کہتے ہیں۔ من جانب اللہ، قلب رسول پر القا ہونے والے معانی ومفاہیم اور مضامین پر دلالت کرنے والے جو لعل وگہر آقا کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بصورت کلام جاری ہوئے، انہیں ''وحی غیر متلو'' کے نام سے جانا گیا لیکن اگر اس ''وحی غیر متلو'' کو آقا نے ''اللہ رب العزت'' کی جانب منسوب کر کے بیان کیا تو اسے ''حدیث قدسی'' اور اللہ کی جانب اسناد کے بغیر یہ کلام فرمایا تو اسے ''حدیث رسول'' کے نام سے جانا گیا۔

قرآن کریم کے معانی ومفاہیم بھی اللہ کے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات اور نظم قرآنی بھی اللہ کی جانب سے آئی ہے۔ ایک کو کلامِ نفسی اور دوسرے کو کلام لفظی کہتے ہیں۔ کلام نفسی اللہ رب العزت کی صفت ازلی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث ومخلوق ہے۔ اس کے برخلاف حدیث رسول کے معانی ومفاہیم اگرچہ اللہ کی جانب سے القا فرمائے گئے مگر معانی ومفاہیم پر دلالت کرنے والے الفاظ وعبارات ہمارے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔ لہذا آقا کریم ﷺ نے جو فرمایا، جو کیا، یا جسے برقرار رکھا وہ سب حکم الٰہی، منشائے خداوندی، وحی ربانی اور القائے خداوندی سے کیا۔ قرآن کریم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

"وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ"

(سورۂ نجم آیت ۳، ۴ پارہ ۲۷)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی۔

(کنزالایمان)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی مفہوم کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا فرماتے ہیں ؎

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

حکمت کا مفہوم

یہی وجہ ہے کہ آقا کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام الٰہی، کتاب ربانی، قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت بھی فرماتے، صحابہ کو پڑھنا بھی سکھاتے، اس کے رموز واسرار، ''مرادِ الٰہی'' کی تشریح وتوضیح اور تبیین وتعیین کے لئے اپنی زبان اقدس سے ''حکمت'' کے موتیوں کی ''بارانِ رحمت'' بھی فرماتے۔ لہذا کتاب ومتن کو ''قرآن'' اور شرح وحکمت کو ''حدیث'' کہا گیا۔ پتہ چلا کہ احادیث کریمہ کی عبارات اور اس کے الفاظ اگرچہ رسول کے ہیں مگر ان کے مطالب ومعارف یہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں جنہیں قرآنی زبان میں ''حکمت'' سے تعبیر فرمایا گیا۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

''و انزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً''.

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اور حکمت بھی نازل کی اور سکھا دیا تم کو وہ جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

'' واذکرن ما یتلی علیکن فی بیوتکن من اٰیٰت اللہ و الحکمۃ''

ترجمہ: یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تمہارے گھروں میں آیتیں اور حکمت۔

احادیث کریمہ کی صورت میں یہ حکمت بھی اللہ ہی کی جانب سے عطا فرمائی گئی تھی اس کی تصریح ابوداؤد شریف کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے:

''الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ '' (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔

اس حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ اللہ کی جانب سے قرآن کریم کی صورت

میں ''وحی متلو'' بھی نازل فرمائی گئی تھی اور احادیث کریمہ کی صورت میں ''وحی غیر متلو'' بھی۔ جسے آقا نے " مثله معه " سے تعبیر فرمایا۔

ان دونوں آیتوں اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث پاک میں حکمت سے مراد یہی احادیث کریمہ اور اقوال رسول ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کیے جاتے اور کتاب اللہ کے علاوہ احادیث کریمہ کے یہ معانی و مفاہیم قرآن عظیم کی تشریح کے لئے اتارے جاتے۔ اسی وجہ سے کتاب کا ذکر الگ اور حکمت کا ذکر الگ کیا گیا۔ جہاں کتاب اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا وہیں اس حکمت نامی احادیث رسول کو بھی یاد کرنے کا حکم جاری فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ پر عمل ضروری ہے اسی طرح احادیث کریمہ پر بھی عمل پیرا رہنا لازمی اور واجبی امر ہے۔

رسول بحیثیت شارح قرآن

ہمارے نبی ﷺ قرآن کریم کے جہاں ''معلم'' ہیں وہیں ''شارح اور مبین'' بھی ہیں۔ قرآن کریم کو بغیر نبی ﷺ کے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے احادیث کریمہ کی مدد حاصل کرنا ایک لازمی اور واجبی امر ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح احادیث کریمہ کو ماننا، تسلیم کرنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ''دستور کامل'' بنانا لازم و ضروری ہے۔ اگر چہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ''روشن بیان'' ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

''تبيانا لكل شئ ''یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو لیکن ان تمام روشن بیانوں کو آقا کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ اسی لیے قرآن کریم کے مجملات اور اس کے نصوص کے محمل و مراد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہمیں آقا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ہمارے آقا کی اس حیثیت و اہمیت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

''وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس مانزل اليهم''

ترجمہ:- اے نبی! ہم نے یہ قرآن آپ کی طرف اس لیے اتارا کہ تولوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جوان کی طرف اتاری گئی۔
احادیث کریمہ اور اقوال رسول کی اسی دینی و مذہبی حیثیت کو بتانے کے لئے قرآن کریم میں بہت سی آیتیں نازل فرمائی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله ۔
(النساء آیت ۸۰)
ترجمہ:۔جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله۔
(النساء آیت ٦٤)
ترجمہ:۔ہم نے رسول کواس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۳۔فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما۔
(النساءآیت٦۵)
ترجمہ:۔تواے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

٤۔ وماكان لمومن و لا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم۔ ومن يعص الله و رسوله فقد ضل ضلا لا مبينا۔
(الاحزاب آیت ٣٦)
ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہونچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(کنزالایمان)

رسول بحیثیت شارع

ہمارے آقا ﷺ قرآن کریم کے صرف معلم وشارح ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں "تشریعی" اختیارات عطا فرما کر دین کا ''شارع'' بھی بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"ومآ اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا"۔

(حشر: آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائے وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنز الایمان)

"قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی"

(آل عمران: آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)

"لقد کان لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة"۔

(احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

"ویحل لهم الطیبٰت ویحرم علیهم الخبٰٓئث"

(اعراف: آیت ۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنز الایمان)

اور خود آقا ﷺ نے اپنے عمل کی پیروی کرنے کا یوں حکم دیا:

صلو کما رأیتمونی اصلی۔

(مسلم شریف)

ترجمہ:۔ جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو ویسے ہی تم نماز پڑھو۔

حدیث کی حجیت

واضح ہوا کہ ہمارے آقا، قرآن کریم کے ایسے مبین اور شارح ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے "تشریعی" اختیارات کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی تشریح، توضیح، تبیین، تفسیر، مجمل کی تفصیل، مراد کی تعیین، مبہم کی تبیین، مقید کے اطلاق اور مطلق کی تقیید کے بغیر احکام الٰہیہ کا فہم وادراک ناممکن اور شریعت اسلامیہ پر عمل محال ہے۔ اس طرح محال ہے کہ احادیث رسول کے بغیر خدائی احکام اور ربانی اوامر ونواہی پر عمل کیا ہی نہیں جاسکتا کیوں کہ بہت سے دینی احکام وہ ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور نہیں مگر وہ دین کا حصہ ہیں۔ شریعت انہیں ''واجب الاعتقاد'' اور ''واجب العمل'' قرار دیتی ہے۔ کیونکہ وہ وحی متلو تو نہیں مگر وحی غیر متلو اور حکمت کا حصہ ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ''صلوٰۃ''، ''زکوٰۃ''، ''تیمّم''، ''حج'' اور ''عمرہ'' جیسے یہ الفاظ ''عربی زبان'' کے ہیں مگر ان کا ''لغوی معنی'' کچھ اور ہے اور شرعی کچھ اور۔ ان کے اس مخصوص شرعی معانی کی تعیین کس نے کی؟ ظاہر سی بات ہے کہ ان الفاظ کے یہ مخصوص معانی ہمیں رسول ہی کی جانب سے ملے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوتیں تو ان کے یہ مخصوص معانی ہمیں کیسے میسر ہوتے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے قیام، رکوع، سجدے کی یہ مخصوص ہیئت مراد ہے؟ اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز کی یہ پوری ''ہیئت کذائیہ'' کی معرفت ہمیں قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ وغیرہ کی مکمل تفصیلات اور یہ معروف طریقہ ہمیں قرآن نے نہیں بلکہ حدیث نے سکھایا ہے۔ نیز خود قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیتیں ہیں کہ جن کے معانی ومفاہیم ان کے پس منظر اور ان کے شان نزول کے بغیر سمجھنا ناممکن ہیں۔ تو ان آیات کے شان نزول اور ان کے پس منظر کی بھی معرفت ہمیں احادیث کریمہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر

احادیث کریمہ نہ ہوں تو قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک ''چیستاں'' بن کررہ جائے گا۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب قرار دی گئیں۔احادیث کریمہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا لازمی جزء بنا دیا گیا۔جس طرح قرآن کریم دین و مذہب کی اساس، شریعت اسلامیہ کا مصدر، منبع وسرچشمہ، دلیل شرعی، واجب العمل اور واجب الاعتقاد ہے اسی طرح احادیث کریمہ بھی مذہب اسلام کی اساس و بنیاد، شریعت اسلامیہ کا مصدر، دلیل شرعی، منبع وسرچشمہ، واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہیں۔

احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے جذبہ واہتمام کے اسباب

صحابہ کرام جس طرح قرآن کریم کی جمع و تدوین، حفظ وکتابت، حفاظت و صیانت اوراس کے ادب واحترام میں کوشاں رہتے، دلچسپی رکھتے اور جدوجہد کرتے اسی طرح وہ احادیث کریمہ کو جمع کرنے، انہیں یاد کرنے، انہیں مرتب ومدون کرنے، انہیں لکھنے، ان کی ترویج واشاعت کرنے، ان کی افہام وتفہیم، درس وتدریس اور نو پید مسائل میں ان سے استناد واستشہاد کے سلسلہ میں نہایت جدوجہد کرتے، کوشاں رہتے، جانفشانی کرتے، ہرکام سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیتے۔خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ایک دوسرے سے احادیث کریمہ کا دورہ و مذاکرہ کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لئے تگ ودو کرتے اوران کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔

مثال کے طور پر حضرت جابر کہ جنہیں بے شمار احادیث کریمہ یاد تھیں۔آج ہمارے پاس ان کی مرویات کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس ہیں۔اس کے باوجود انہیں معلوم ہوا کہ ایک دور دراز کے خطہ میں کسی صاحب کے پاس ایک حدیث رسول ہے تو اس کی تحصیل کے لئے انہوں نے ایک مہینہ کی مسافت طے کی۔اس طرح کی بہت سی مثالے ملتی ہیں۔

عہدِ صحابہ میں حفظ حدیث

احادیث کریمہ کو یاد رکھنے، ان کو جمع کرنے، ان کی ترویج واشاعت اور ان کی تبلیغ و ترسیل میں صحابہ کرام کے شوق، جذبہ، ولولہ اور اہتمام وانتظام کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے حدیثیں سنتے۔ آپ کے مجلس سے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک دفعہ ایک آدمی ساری حدیثیں بیان کرتا، پھر دوسرا پھر تیسرا۔ کبھی کبھی تو ساٹھ ساٹھ آدمی ہماری محفل میں ہوتے اور سب باری باری ایک ایک کرکے یہ حدیثیں بیان کرتے۔ اس طرح دورہ کرنے کے بعد جب ہم مجلس سے اٹھتے تو یہ احادیث کریمہ ہمیں اس طرح یاد ہوتیں گویا کہ انہیں ہمارے دلوں میں جاگزیں کردیا گیا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ مفہوما)

☆ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی بیان ہے کہ ہم فرض نمازوں کے بعد عہد نبوی میں مسجد میں بیٹھ جاتے پھر قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا دورہ کرتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

☆ حضرت ابوسعید خدری کا بھی بیان اسی سے ملتا جلتا ہے کہ صحابہ کرام جب بھی کہیں آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا محور وموضوع اللہ کے رسول کی حادیث کریمہ ہوتیں یا قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت کرتے یا تلاوت سنتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱۔ صفحہ ۹۴ / مفہوما)

اس طرح کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث کریمہ کو پڑھنے، پڑھانے، یاد کرنے، یاد کرانے، محفوظ رکھنے اور محفوظ کرانے میں صحابہ کرام غیر معمولی دلچسپی اور بے مثال جذبہ ولگن رکھتے تھے۔

عہد صحابہ میں کتابت حدیث

صحابۂ کرام احادیث کریمہ کو صرف زبانی ہی یاد نہیں کرتے بلکہ لکھ کر بھی اپنے

پاس انہیں محفوظ رکھتے۔خود بھی یہ کام کرتے اور دوسروں سے بھی اس کام کی تلقین کرتے۔ کتابت حدیث بھی کرتے اور حفظ حدیث بھی۔ چند مثالیں مندرجہ ہیں:

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضورﷺ کے حلقہ درس میں آقا کے ارشادات لکھ رہے تھے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے حقوق انسانی کے تعلق سے جو بے مثال اور تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس کو ایک یمنی شخص نے تحریری شکل میں عطا کرنے کی گزارش کی تو آپ نے ابوشاہ نامی ان صاحب کو حقوق انسانی پر مشتمل وہ خطبہ لکھ کر دینے کا صحابہ کرام کو حکم دیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص نے حدیث لکھنے کی اجازت خود آقا کریمﷺ سے حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے یہ حدیثیں ایک مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ''صادقہ'' رکھا تھا۔اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

(بخاری جلد دوم۔اصابہ حرف العین۔)

☆ ابوداؤد میں ہے کہ آقاﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسائل زکوٰۃ سے متعلق جملہ احادیث کریمہ یکجا طور پر قلم بند کروادی تھیں۔جس کا نام ''کتاب الصدقہ'' تھا۔حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں اسے نافذ فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۷)

☆ نبی کریمﷺ نے احادیث کریمہ کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس حضرت عمرو بن حزم کی وساطت سے ارسال فرمایا تھا۔

(نسائی جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔مؤطا امام محمد)

☆ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں درج ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیثوں کو ان کے شاگردوں نے تحریری شکل میں جمع

کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایات کو حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

☆ حضرت جابر کی حدیثوں کو قتادہ نے تحریری شکل میں محفوظ کیا تھا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویات کو حضرت عروہ نے تحریری شکل میں نقل کیا تھا۔

☆ حضرت انس نے اپنے بیٹے سے احادیث کریمہ نقل فرمائیں۔

(مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۵۲۔ الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۲۱۷ مطبوعہ بیروت، تدریب الراوی صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مفہوما واختصاراً)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ ہی میں احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ان احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کی صورت اگرچہ اس طرح نہیں تھی جیسی ہمارے زمانے میں پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی مخصوص موضوع کے اعتبار سے ترتیب نہیں تھی۔ نہ ہی اس وقت سند کے ساتھ نقل و روایت کا چلن تھا۔ نہ ہی اس کی اس وقت ضرورت تھی۔ بلکہ بغیر کسی ترتیب کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ

عہد تبع تابعین میں باقاعدہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کے میدان میں نہایت ہی تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں اس بے مثال کام کے لئے معتمد اور مستند علما کا ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے سارے اسلامی خطوں میں فرمان جاری کئے۔ اس کام کے لئے ذمہ دار لوگوں کو ہر علاقہ اور ہر خطہ میں بھیجا گیا۔ ہر علاقے کے گورنروں اور امراء و

حکام کو احکام جاری کئے گئے کہ جہاں جہاں احادیث کریمہ کے مجموعے تحریری شکل میں ہوں تو انہیں ارسال کیا جائے اور اگر لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہوں تو ان سے نقل کیا جائے۔

اس طرح احادیث کریمہ کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہوگیا۔ پھر ابن شہاب زہری نے ان احادیث کریمہ کو مرتب، منظّم، منضبط اور مدون کرنے کا کام شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی ابن شہاب زہری ہی نے ان تمام احادیث کریمہ کو پہلی بار ان کی اسناد کے ساتھ مدون کرنے کا التزام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری ہی کو ''علم اسناد'' کا ''واضع'' اور بانی قرار دیا گیا۔

احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین

حضرت ابن شہاب زہری کے بعد ان کے قابل افتخار شاگردوں نے اس کام میں مزید نئے نئے آفاق تلاش کئے۔ اس میں بے مثال اضافے کئے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے شاگرد رشید حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے اس حسین گلدستہ کا نام ''مؤطا'' رکھا جسے ہم مؤطا امام مالک کے نام سے جانتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ''کتاب الآثار'' بھی اسی دور کی عظیم یادگار ہے۔ ابوالولید (م ۱۵۱ھ) کی سنن۔ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کی جامع، ابو سلمہ (م ۱۶۷ھ) کی مصنف، ابوسفیان (م ۱۹۷ھ) کی جامع، عبداللہ ابن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی اربعین جیسے احادیث کریمہ کے ''رنگارنگ گلدستے'' اسی دوسری صدی ہجری کی عظیم یادگاریں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں بے مثال وسعت اور تنوع پیدا ہوگیا۔ ''گلستانِ حدیث'' میں متعدد قسم کے ''خوشنما پھول'' کھلنے لگے۔ متعدد اقسام اور مختلف رنگ و بو کے بیل بوٹوں سے یہ گلستاں سرسبز و شاداب ہوگیا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کی کتاب الام، احمد بن حنبل

(م ۲۴۱ھ) کی مسند، امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی جامع صحیح، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی جامع صحیح۔ ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) کی سنن، ترمذی (م ۲۸۹ھ) کی جامع، ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کی سنن جیسے احادیث کریمہ کے یہ خوشنما، معطر اور خوش رنگ گلدستے اسی تیسری صدی ہجری کی ایسی یادگاریں ہیں کہ جن سے امت مسلمہ آج بھی اپنے ایمانی و عرفانی گلشن کو تر و تازگی اور جلا بخش رہی ہے۔

احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی اس تاریخ میں احادیث کریمہ کے جو حسین و دلربا گلدستے وجود میں آئے انہیں مندرجہ ذیل ناموں سے ''تاریخ علم حدیث'' نے اپنے اوراق میں محفوظ کر رکھا ہے۔

(۱) جامع (۲) سنن (۳) مسند (۴) معجم (۵) جز (۶) مفرد (۷) غریبہ (۸) مستدرک (۹) مستخرج (۱۰) رسالہ (۱۱) اربعین (۱۲) امالی (۱۳) اطراف

احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف

جامع: جامع وہ کتاب ہے جس میں مندرجہ ذیل یہ آٹھ مضامین ہوں۔
(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) اشراط علامات قیامت۔ جیسے بخاری، مسلم، ترمذی۔

سنن: سنن اس کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احکام سے متعلق احادیث ہوں۔ جیسے سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

مسند: مسند احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم: معجم احادیث کریمہ کے اس گلدستہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔ جیسے معجم صغیر۔

جزء: جزء احادیث کریمہ کا وہ یک رنگی گلدستہ ہے کہ جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث کریمہ مذکور ہوں۔ جیسے ''جزء قراءت''

مفرد: مفرد احادیث کریمہ کے اس حسین گلدستے کو ہیں کہ جس میں صرف ایک شیخ کی مرویات جمع ہوں۔ مفرد ابو راغب۔

غریب: غریب احادیث کریمہ کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

مستدرک: مستدرک حدیثوں کے اس مجموعہ کا نام ہے کہ جس میں ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین۔

مستخرج: مستخرج حدیث پاک کے اس صحیفہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

رسالہ: رسالہ حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: اربعین احادیث کریمہ کا وہ خوشنما گلدستہ ہے کہ جس میں چالیس احادیث ہوں۔ جیسے اربعین نووی۔

امالی: امالی حدیث کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں۔ جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: اطراف حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس اور اطراف المزیٰ۔

احادیث کریمہ کی جمع وتدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب

ہر دور میں احادیث کریمہ کی نشر واشاعت، جمع وتدوین اور زمانہ کی خرد برد سے ان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس دور کے علما، صلحا، ائمہ، اہل نظر وفکر اور اہل فکر و دانش

نے بے مثال خدمات بھی انجام دی ہیں اور نا قابل فراموش اہتمام، انتظام، شوق، جذبہ اور لگن کا ثبوت بھی پیش فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں اس میدان کے اندر مختلف طریقوں کی جدت طرازی بھی پیدا ہوئی۔ علم حدیث سے متعلق بہت سے علوم وفنون نے بھی جنم لیا۔ موضوع وعناوین کا انتخاب ہوا۔ التزامی صورتیں بھی اختیار کی گئیں۔ مختلف خوشنما رنگوں سے اس کے خاکہ میں رنگ بھی بھرے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس احادیث کریمہ کا یہ عظیم ذخیرہ اتنے خوشنما انداز میں موجود ہے۔ احادیث کریمہ کی اس خدمت اور اس لگن کا ایک بنیادی سبب تو وہی ہے جس کا ذکر ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ہوا کہ یہ احادیث کریمہ دین کی اساس، مذہب کا سرچشمہ اور شریعت اسلامیہ کا مصدر ومنبع ہیں جن کے بغیر دین ومذہب اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ احادیث کریمہ کی اسی واقعی حیثیت کے مدنظر ہر دور میں ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی ترویج واشاعت کرنے کا بے مثال جذبہ اپنی عملی شکل میں پایا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ان احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل کے اس عظیم جذبہ کے پیدا ہونے کے پیچھے آقا کریم ﷺ کے ان ''مبشرات'' اور ''نوید جانفزاں'' کا بھی بنیادی اور اہم کردار ہے کہ جو احادیث کریمہ کے ذخیرہ میں ہمیں مختلف انداز میں ملتے ہیں۔ چنانچہ احادیث کریمہ کو دوسروں تک پہونچانے کے سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں کو سننے، یاد رکھنے اور انہیں دوسروں تک پہونچانے کی یوں تلقین فرمائی۔

(۱) "اللهم ارحم خلفائی! قلنا: یا رسول الله! من خلفائك؟ قال الذین یـاتوا من بعدی یرون احادیثی و یعلمونها الناس. نضر الله امرا سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره.

(ابو داؤد کتاب العلم جلد۲ صفحه ۱۲٦۔ ترمذی کتاب العلم جلد۲ صفحه ۹۰)

ترجمہ:۔ اے اللہ! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ!

آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رکھے کہ جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تا کہ دوسرے تک اسے پہنچائے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) بلغوا عنی ولو آیة و من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔
(بخاری صفحه ۴۹۱/ جلد۱)

ترجمہ:۔ میری ہر حدیث دوسروں تک پہونچاؤ اگر چہ وہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

(۳) حدثوا عنی بما تسمعون ولا تقولوا الا حقا و من کذب علی بنی له بیتا فی جهنم یوقع فیه۔(طبرانی)

ترجمہ:۔ مجھ سے جو کچھ بھی سنو اسے روایت کرو مگر ہمیشہ سچ کہنا جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس دن وہ جائے گا۔

(۴) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتٰب الله و سنتی۔ فمن حفظ شیئا فلیحدث۔(مستدرك)

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ (۲) اپنی حدیث۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ جو میری حدیثوں کو یاد کرے تو انہیں دوسروں سے روایت بھی کرے۔

آقا علیہ ﷺ کے انہیں ارشادات کا یہ کمال تھا کہ صحابہ کرام اور بعد کے علما و ائمہ میں حدیثیں سننے، جمع کرنے اور علم حدیث کے دبستاں میں نئے نئے خوش رنگ و دلکش پودے لگانے کا ایسا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ جی جان سے احادیث سننے، انہیں یاد رکھنے اور ان کی اشاعت میں لگے رہتے۔

اربعین نویسی

علم حدیث کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرنے، اس جانب شوق دلانے، اس کی ترغیب دینے، اس سلسلہ میں بے مثال جذبہ پیدا کرنے اور اس عظیم کام کو سر انجام دینے پر ابھارنے والی احادیث کریمہ میں ایک حدیث پاک وہ بھی ہے جس میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''چالیس حدیثوں'' کو امت تک پہنچانے پر عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابودرداء کی حدیث مندرجہ ذیل ہے:

''عن ابی الدرداء قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل كان فقيها؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حفظ علی امتی اربعين حديثا فی امردينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعا و شهيداً۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جس تک پہونچ کر آدمی فقیہ بن جاتا ہے؟ آقا نے جوابا ارشاد فرمایا: جس نے میری امت پر شفقت کرتے ہوئے امر دینی سے متعلق ۴۰؍ حدیثیں یاد کیں تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶؍ شعب الایمان للبیھقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم

اس حدیث پاک میں ''حفظ'' جو فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے؟ اس کی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں کہ:

''علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے مراد ومقصود لوگوں تک ۴۰/حدیثوں کا پہنچانا ہے۔ خواہ یہ حدیثیں اسے یاد نہ ہو اور ان کا معنی بھی اسے معلوم نہ ہو''۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۸۶/کتاب العلم تحت حدیث۔ من حفظ علی امتی)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث کے بہت پہلو ہیں، چالیس حدیث یاد کرکے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کران میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کرکے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سبھی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہونچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوی کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریبا تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں علیٰحدہ ''چہل حدیث'' جسے ''اربعینیه'' کہتے ہیں جمع کیں۔

(مرأۃ المناجیح جلد ا کتاب العلم صفحہ ۲۲۱)

چالیس حدیثوں کی فضیلت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''حدیث میں ''چہل حدیث'' کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی چہل حدیث لکھیں ہیں''۔

(الزبدة الذكية لتحريم سجود التحية صفحہ ۳۸۵/مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے وسیع مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم کی چہل حدیث) ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے''۔

(چہل حدیث: از مفسر اعظم)

اربعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

ماقبل میں احادیث کریمہ کے جن معروف ۱۳ر مجموعوں کی تفصیل بیان کی گئی ان میں ایک مجموعہ ''اربعین'' کے نام سے بھی ہے۔ محدثین کرام نے جہاں جامع، مسند، سنن وغیرہ کے نام سے بے شمار احادیث کریمہ کے بے شمار رنگا رنگ گلدستے امت کے سامنے پیش فرمائے اسی طرح اربعین کے نام سے بھی سینکڑوں گلدستے ہمیں احادیث کریمہ کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری ہی سے سینکڑوں ائمہ نے آقا کریم ﷺ کے گلشن حدیث کی سیر کر کے متعدد اقسام کے ۴۰ر خوشنما پھولوں کو چن کر ''اربعین'' نامی یہ گلدستے تیار کئے اور انہیں امت تک پہنچا کر گلشن احادیث کی معطر و مفرح خوشبو سے امت مسلمہ کے مشامِ ایمان و عمل کو معطر و خوشنما بنا دیا۔ اب ہم ذیل میں ''اربعین،، کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

اربعین: یہ دراصل ''اربعون حدیثا'' کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ یہ دراصل

مخفف ہوکر ''اربعون'' ہوا۔ ''کتاب'' اس کا مضاف تھا جس کی وجہ سے اس نے ''کتاب الاربعین'' کی شکل اختیار کی پھراس مضاف کوبھی حذف کردیا گیا۔اس طرح یہ اب ہمیں اپنی موجودہ شکل ''اربعین'' کی صورت میں دستیاب ہوا۔اس کا لغوی معنی ہوتا ہے کہ ۴۰؍ حدیثوں پر مشتمل کتاب اور اصطلاح محدثین میں اربعین ۴۰؍ احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی محدث نے آقا کریم ﷺ کے ۴۰؍اقوال جمع کئے ہوں۔خواہ یہ ۴۰؍حدیثیں ایک ہی موضوع پر مشتمل ہوں یا چند موضوعات سے متعلق ہوں۔ایک ہی مسئلہ کی ہوں یا چند مسائل کی۔ایک ہی راوی کی ہوں یا چند راویوں کی۔ایک کتاب کی ہوں یا چند کتابوں کی۔ بہرحال ان ۴۰؍حدیثوں کی جمع وتدوین میں بہت وسعت ہے۔

اربعينة اور اربعينية

جن کتابوں میں یہ ۴۰؍حدیثیں جمع کی جاتی ہیں تو اربعین کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کتابوں کو''اربعينة''اور'' اربعينية'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جن کی جمع اربعينات اوراربعينيات آتی ہے۔

اربعینات کی مستدل حدیث

دوسری صدی ہجری ہی سے ''اربعینات'' کے نام سے '' گلدستہائے احادیث'' تیار کرنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہے۔متقدمین ومتاخرین ائمہ حدیث نے بے شماراربعینات امت مسلمہ کے حوالے کیں۔ان اربعینات اوران ۴۰؍حدیثوں کی جمع وتدوین کی مستدل حدیثِ پاک معنی کی یکسانیت کے ساتھ متعددالفاظ میں مندرجہ ذیل ۱۳؍صحابہ کرام سے مروی ہے۔

(۱) حضرت علی (۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴) حضرت ابو درداء (۵) حضرت ابو سعید خدری (۶) حضرت ابو ہریرہ (۷)

حضرت ابوامامہ (۸) حضرت عبد اللہ بن عمر (۹) حضرت عبد اللہ بن عمرو (۱۰) حضرت جابر بن سمرہ (۱۱) حضرت انس بن مالک (۱۲) حضرت عبد اللہ بن عباس (۱۳) حضرت نویرہ۔

حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت

جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا کہ یہ حدیث پاک ۱۳ر صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان تمام صحابہ کرام سے مروی اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے ان کی سندوں اور راویوں پر ہونے والے کلام کو ''علامہ ابن جوزی کی ''العلل المتناہیہ'' اور ''علامہ ابن عبد البر کی'' جامع بیان العلم وفضلہ'' کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث پاک کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

(۱) حضرت علی کی حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک کو ابوالقاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر بن طائی نے یوں روایت کیا کہ:

قال: حَدَّثَنِی أَبِی، قال: حَدَّثَنِی عَلِی بن مُوسَی الرِّضا، قال: حَدَّثَنِی مُوسَی بن جعفر، قال: حَدَّثَنِی أَبِی جَعفرِ بن مُحَمد الصادِقُ، قال: حَدَّثَنِی أَبِی مُحَمد بن عَلِی الباقِرُ، قال: حَدَّثَنِی أَبِی عَلِی بن الحُسَینِ بنِ عَلِی، قال: حَدَّثَنِی ابن عَلِی، قال: حَدَّثَنِی أَبِی عَلِی بن أَبِی طالِبٍ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

''مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا ینتَفِعُونَ بِها، بَعَثَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا''.

ابن جوزی نے اس حدیث پر کلام وطعن نقل کرتے ہوئے آگے تحریر کیا کہ:

قال الحُفاظُ: هذا عَبد الله بن أَحمد يروِى عَن أَبِيه عَن أَهلِ البَيتِ نُسخَة باطِلَة، وقَد رَوَى هذا الحديث عبادُ بن صُهيبٍ.

یعنی حفاظ کا قول ہے کہ یہ عبداللہ بن احمد اپنے والد کے حوالے سے اہل بیت سے نسخۂ باطلہ روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدث عباد بن صہیب سے مروی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت کردہ حدیث مندرجہ ذیل سند سے منقول ہے:

مُحَمد بن عَبدِ الباقِي بنِ أَحمد قال: أَخبرنا حَمَدُ بن أَحمد، قال: أَخبرنا أَبُو نُعَيمٍ أَحمد بن عَبدِ الله الحافِظُ، قال: حَدَّثنا سَعدُ بن مُحَمد بنِ إِبراهيم الناقِلُ، قال: حَدَّثنا مُحَمد بن عُثمانَ بنِ أَبِي شَيبَة، قال: حَدَّثنا مُحَمد بن حَفصٍ الكرخِي، قال: حَدَّثنا دُحَيمُ بن مُحَمد الصَّيداوِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بن عَياشٍ، عَن عاصِمٍ، عَن زرٍّ، عَن ابنِ مَسعُودٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

”مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَربَعِينَ حديثا ينفَعُهم الله عَزَّ وجَلَّ بِها، قِيلَ لَه: ادخُل مِن أَى أَبوابِ الجَنَّة شِئتَ“.

(۳) حضرت معاذ بن جبل کی حدیث

حضرت معاذ بن جبل کی روایت کردہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی:

اخبرنا ابن ناصِرٍ، قال: حَدَّثنا أَبُو غالِبٍ، قال: حَدَّثنا البَرقانِي،

قال: حَدَّثنا الدارقُطنی، قال: رَوَی مُحَمد بن إِبراهیم الشامِی، عَن عَبدِ المَجِیدِ بنِ أَبِی رَوادٍ، عَن أَبِیه، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، عَن مُعاذِ بنِ جَبَلٍ، عَن النَّبِی صلی الله علیه وسلم قال:

"مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا مِن أَمرِ دِینِها، بَعَثَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا"۔

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کے راویوں پر یوں کلام نقل فرمایا:

ورَواہ الحُسَینُ بن عُلوانَ، عَن ابنِ جُرَیجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن مُعاذٍ، والحُسَینُ مَترُوك الحدیث.

یعنی اس حدیث کو حسین بن علوان نے عن ابن جریج، عن عطا عن معاذ روایت کیا ہے حالانکہ حسین ''متروک الحدیث'' ہیں۔

یحیٰ ابن معین نے کہا کہ: الحُسَینُ کذابٌ.

ابن عدی نے کہا کہ: یضَعُ الحدیث، وقَد رَواہ إِسماعِیلُ بن أَبِی زِیادٍ، عَن مُعاذٍ وھو مَقطُوعٌ.

یعنی حسین حدیث گڑھتا ہے اور اس حدیث کو اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ مقطوع (یعنی اس نے کسی تابعی کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔)

(۴) حضرت ابودرداء کی حدیث

حضرت ابو دارداء کی روایت کردہ حدیث تین طرق سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔۔۔پہلا طریق روایت:

أَخبرنا هبَة الله بن مُحمد بنِ الحُصَينِ، قال: حَدَّثنا أَبُو طالِبِ بن غَيلاَنَ، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ الشافِعِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بن أَبِى الدُّنيا، قال: حَدَّثنا الفَضلُ بن غانِمٍ، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله فَقِيها، وكنتُ لَه يومَ القِيامَة شافِعًا وشَهيدًا"۔

(۲)۔۔۔دوسرا طریق روایت:

أَنبَأَنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَنبَأَنا الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن أَبِى أُمَية، قال: حَدَّثنا هاشِمُ بن الوَلِيدِ الهرَوِى، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينِ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله فَقِيها، وكنتُ لَه يومَ القِيامَة شافِعًا وشَهيدًا"۔

(۳)۔۔۔تیسرا طریق روایت:

أَنبَأَنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك بنِ خَيرُونَ، قال: أَنبَأَنا الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن أَبِى أُمَية، قال: حَدَّثنا هاشِمُ بن الوَلِيدِ الهرَوِى، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال:

"سَـأَلـت رَسـول الـلـه صـلـى الله عليه وسلم فَقُلتُ: يا رَسُولَ الله صـلـى الـلـه عـلـيـه وسـلـم، ما حَدُّ العِلمِ الَّذِى إِذا بَلَغَه الرَّجُلُ كان فَقِيها؟ فَقال:

"مَـن حَـفِـظَ عَـلَـى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ فَقِيها، وكنتُ لَه شافِعًا وشَهيدًا"۔

(۵) حضرت ابوسعید خدری کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک مندرجہ ذیل ایسی سند سے مروی ہے کہ جسے "اسناد مظلم" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَـن مُـحَـمد بنِ يزِيدَ بنِ سِنان الرَّهاوِى، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن عَـطِية، عَـن أَبِـى سَـعِيـدٍ الخُدرِى، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"كلُّ مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما ينفَعُهم الله بِـه فِى أَمرِ دِينِهم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا، وكنتُ لَه شَفِيعًا وشَهيدًا"

حضرت ابوسعید خدری کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل ایک دوسری سند سے دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

ورُوِى مِـن حديث عَبدِ الرَّحمَن بنِ مُعاوِية، عَن الحارِثِ مَولَى ابنِ سِبـاعٍ، عَـن أَبِـى سَـعِيـدٍ، قال: سَمِعتُ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم يقُولُ:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن سُنَّتِى أَدخلتُه يومَ القِيامَة فِى شَفاعَتِى".

(٦) حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوھریرہ کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل دوسندوں سے مروی ہے:

(۱)۔۔۔پہلا طریق روایت:

أَخبرنا أَبُو القاسِمِ عَبد الله بن مُحَمد الخُطَبِى، قال: أَخبرنا عَبد الرَّزاقِ بن عُمر بنِ شمَّة، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ مُحَمد بن إِبراهيم المُقرِءُ، وأخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُفَ، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا أَبُو يعلَى، قال: حَدَّثنا عَمرُو بن حُصَينٍ، قال: حَدَّثنا أَبُو عُلاثَة، قال: حَدَّثنا خَصِيفٌ، عَن مُجاهِدٍ، عَن أَبِى هرَيرَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ما ينفَعُهم مِن دِينِهم، بُعِثَ يومَ القِيامَة مِنَ العُلَماءِ، وفَضلُ العالِمِ عَلَى العابِدِ سَبعِينَ دَرَجَة، الله أَعلَمُ ما بَينَ كلِّ دَرَجَتَينِ".

نوٹ:۔اس سند میں جو ابوعلاثہ ہیں ان کا نام مُحَمد بن عَبدِ الله بنِ عُلاثَة ہے۔

(۲)۔۔۔دوسرا طریق روایت:

أَخبرنا ابن السَمَرقَندِى، قال: حَدَّثنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن مُحَمد بنِ

شُعَیبٍ، ومُحَمد بن مُبَینٍ، قالاَ: حَدَّثنا سَعدانُ بن نَصرٍ، قال: حَدَّثنا خالِدُ بن إِسماعِیل أَبُو الوَلِیدِ، قال: حَدَّثنا ابن جُرَیجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن أَبِی هرَیرَة، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَن تَعَلَّمَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا ینفَعُه الله بِها فِی دِینِها کان فَقِیها عالِمًا"۔

نوٹ:۔ اس حدیث پاک کو ابوالبختری وہب بن وہب نے ابن جریج کے حوالے سے جو نقل کیا ہے اس کے الفاظ یوں ہیں۔

"مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا مِما ینفَعُها الله به یبعَثُه اللهِ یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا."

نیز اسحاق بن نجیح نے عطا کے حوالے سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے۔

"مَن رَوَی عَنِّی أَربَعِینَ حدیثا جاءَ فِی زُمرَة العُلَماءِ یومَ القِیامَة".

(۷) حضرت ابوامامہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوامامہ والی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

أَنبَأَنا أَبُو الفَتحِ الکرُوخِی، عَن عَبدِ الله بنِ مُحَمد الأَنصارِی، قال: أَخبرنا یعقُوب الحافِظُ، قال: أَخبرنا الخَلِیلُ بن أَحمد، قال: حَدَّثنا یحیی بن صاعِدٍ، قال: حَدَّثنا عَبد الباقِی الأُموِی، قال: حَدَّثنا عَلِی بن الحَسَنِ، قال: حَدَّثنا عَبد الرَّزاقِ، عَن مَعمَرٍ، عَن

أَبِی غـالِبٍ، عَـن أَبِی أُمـامَة، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَـلَـی أُمَّتِـی أَربَـعِیـنَ حـدیثا فِیما ینُوُبُهم وینفَعُهم فِی أَمرِ دِینِهم حَشَرَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها"۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس والی حدیث مندرجہ ذیل چار طرق سے مروی ہے۔

(۱)۔۔۔پہلا طریق روایت:

أَخبـرنا مُحَمد بن ناصِرٍ، قال: أَخبرتنا رابِعَة بِنتُ مَحمُودِ بنِ عَبدِ الواحِدِ الأَصبَهانِیة، قالت: أخبرنا أَبُو عُثمانَ سَعِیدُ بن أَبِی سَعِیدٍ الـنَّیسـابُـورِی، قـال: حَـدَّثنا أَبُو بَکرٍ مُحَمد بن عَبدِ الله بنِ زَکرِیا الـجَـوزَقِی، قال: حَدَّثنا أَبُو حاتِمٍ المَکی بن عَبدانَ بنِ مُحَمد، قال: حَـدَّثـنـا مُحَمد بن عَقِیلِ بنِ خُوَیلِدٍ، قال: حَدَّثنا الحَسن بن قُتَیبة الـخُزاعِی، قال: حَدَّثنا عَبد الخالِقِ بن المُنذِرِ، عَن ابنِ نَجِیحٍ، عَن مُـجاهِـدٍ، عَـن ابـنِ عَبـاسٍ، قـال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَـلَـی أُمَّتِـی أَربَعِینَ حدیثا، بَعَثَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا"۔

(۲)۔۔۔دوسرا طریق روایت:

أَخبـرنـا أَبُـو عَبـدِ الـلـه مُـحَمد بن مُحَمد بنِ السَّلالِ، قال: حَدَّثنا

إبـراهيـم بـن مُحَمد بنِ عَبدَك، وأخبرنا إسماعِيلُ بن أَحمد، قال: أَخبـرنـا ابـن مَسعَـدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: أَخبرنا أَبُو أَحمد ابـن عَـدِى، قـال: أَخبرنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا عَلِى بن حُـجـرٍ، قـال: حَـدَّثنا إِسحاقُ بن نـجيحٍ، عَن ابنِ جُرَيجٍ، عَن عَطاءِ بـنِ أَبِـى رَبـاحٍ، عَـن ابـنِ عَبـاسٍ، قـال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَة"۔

(۳)۔۔۔تیسرا طریق روایت:

أَنبَـأَنـا إِسماعِيلُ بن أَحمد، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: حَدَّثنا حَـمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عَبد الله بن مُحَمد بنِ مِـنهـالٍ، قال: أَخبرنا أَحمد بن بَكرٍ البالِسِى، قال: حَدَّثنا خالِدُ بن يـزِيـدَ، قـال: حَـدَّثـنـا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَة"۔

(۴)۔۔۔چوتھا طریق روایت:

أَنبَـأَنـا ابن خَيرُونَ، عَن الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حاتم ابـنِ حبـانَ، قـال: حَدَّثنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا عَلِى بن حُـجـرٍ، قـال: حَـدَّثـنـا إِسحاقُ بن نجيحٍ المَلَطِى، قال: حَدَّثنا ابن

جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، عَن النَّبِی صلی الله عليه وسلم قال:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِی أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث دو سندوں سے، مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی اوران دونوں سندوں کو" اسناد مظلم" سے تعبیر کیا گیا۔ یہ دونوں سندیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عَن جَماعَة مَجاهيلَ بِلَفظِ:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِی أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة حَتَّى يؤَدِّيها إِلَيهِم، كنتُ لَه شَفِيعًا وشَهيدًا يومَ القِيامَة"۔

(۲) وَفِی لَفظٍ:

"مَن نَقَلَ عَنِّی إِلَى مَن لَم يلحَقنِی مِن أُمَّتِی أَربَعِينَ حديثا، كتِبَ فِی زُمرَة العُلَماءِ، وحُشِرَ مِن جُملَة الشُّهداءِ"۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَد رَفَعَه مُحَمد بن مُضَرٍ، عَن بُورِی بنِ الفَضلِ، ولا يعرفانِ عَن ابنِ المُبارَك، عَن إِسماعِيل بنِ رافِعٍ، عَن إِسماعِيل بنِ عُبَيد الله،

عَـن عَبدِ الله بنِ عَمرِو بنِ العاصِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

”مَـن كتَـبَ أربَـعِيـنَ حديثا رَجاءَ أَن يغفِرَ الـلـه لَه غَـفَـرَ لَــه وأَعـطــاه ثَـوابَ الـشُّـهـداءِ الَّذِينَ قُتِلُوا بِعَبادانَ وعَسقَلانَ“۔

(۱۱) حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت جابر بن سمرہ والی حدیث درج ذیل سند سے مروی ہے۔

فَـقَـد رَفَعَه مَجهولٌ، عَن مَجهولٍ إِلَى أَن أَلصَقَه بِشَيبانَ بنِ فَروخٍ، عَن مُبارَك، عَن الحَسَنِ، عَن جابِرِ بنِ سَمُرَةَ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

”مَـن تَـرَك أَربَـعِيـنَ حديثا بَعدَ مَوتِه فَـهو رَفِيقِى فِى الجَنَّة“۔

(۱۲) حضرت انس بن مالک کی روایت کردہ حدیث:

حضرت انس بن مالک کی حادیث مندرجہ ذیل چار سندوں سے مروی ہے۔

(۱)۔۔۔ پہلا طریق روایت:

أَخبـرنـا مُحَمد بن مُحَمد السَّلالُ، قال: أَخبرنا أَحمد بن مُحَمد بنِ سيـاوُوشَ، قـال: أَخبـرنـا أَبُـو حـامِدِ ابن أَبِى طاهِرِ الإِسفِرائِينِى، قـال: حَـدَّثنا إِبراهيم بن مُحَمد بنِ عَبدَك، قال: حَدَّثنا الحَسن بن سُـفيـان، قـال: حَدَّثنا حُمَيدُ بن زَنجَوَيه، قال: حَدَّثنا الحَجاجُ بن

نُصَيرٍ، قال: حَدَّثنا حَفصُ بن جُمَيعٍ، عَن أَبانَ، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما يحتاجُونَ إِلَيه مِنَ الحَلَالِ والحَرامِ كتَبَه الله فَقِيها عالِمًا"۔

(۲)۔۔۔دوسرا طریق روایت:

أَخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا إِسماعِيلُ بن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُفَ، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن سِنانٍ، قال: حَدَّثنا سُليمان بن سَلَمَة، قال: حَدَّثنا ابن اللَّيثِ، قال: حَدَّثَنِى عُمر بن شاكرٍ، قال: سَمِعتُ أَنَسَ بنَ مالِك، يقُولُ: سَمِعتُ رَسُولَ الله صَلى الله عَليه وسَلمَ، يقُولُ:

"مَن حَمَلَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

(۳)۔۔۔تیسرا طریق روایت:

روى بِإِسنادٍ مُظلِمٍ عَن أَبِى داوُدَ الأَعمَى، عَن أَنَسٍ، أَنّ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم قال:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِهم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها"۔

(۴)۔۔۔چوتھا طریق روایت:

رُوِی بِـإِسـنـادٍ مُظلِمٍ عَن المُعَلَّی، عَن السُّدِّی، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـمَـلَ مِـن أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا لَقِیَ الله عَزَّ وجَلَّ فَقِیها عالِمًا"۔

(۱۳) حضرت نویرہ سے مروی حدیث:

حضرت نویرہ سے مروی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَـرَواه مَـن لا یـعـرِفُ بِـالـحـدیـث وأَسـنَدَه عَن عُمر بنِ هـارُونَ البَـلـخِـی، عَـن مُـغَلِّسِ بنِ عَبدَة، عَن مُقاتِلِ بنِ حَیانَ، عَن قَتادَة، عَـن نُـوَیـرَـة، صـاحِبِ رَسُولِ الله صلی الله علیه وسلم قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا فِی دِینِها، حُشِرَ مَعَ العُلَماءِ یومَ القِیامَة"۔

راویوں پر کلام

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان بن ابو شیبہ ہیں جن کی حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

(۲) حضرت معاذ والی حدیث کے راوی محمد بن ابراہیم شامی کے سلسلہ میں ابن حبان نے کہا کہ "یـضـع الحدیث لا یحل روایة عنه" یعنی وہ حدیث گڑھتے

ہیں ان سے روایت حلال نہیں۔اسی طرح اس سند کے ایک دوسرے راوی حسین بن علوان پر ابن حبان اور ابن عدی نے" یضع الحدیث " کا اور دار قطنی نے متروک کا حکم لگاتے ہوئے کہا کہ اس کے طرق سے کوئی شئی ثابت نہیں۔یونہی اس کے ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد کو ابن حبان نے دجال سے تعبیر کیا۔

(۳) حضرت ابو درداء والی حدیث میں عبد الملک بن ہارون نامی راوی کو ابو حاکم رازی نے متروک،سعدی نے دجال،کذاب،ابن حبان نے "یضع الحدیث" قرار دیا۔

(۴) حضرت ابو سعید خدری والی حدیث کی سند کو"اسناد مظلم" سے تعبیر کیا گیا،نیز اس سند کے ایک راوی محمد بن یزید اور ان کے والد کی دار قطنی نے تضعیف فرمائی،یحیٰ بن معین نے " لیس بشئی " کہا اور امام نسائی نے متروک قرار دیا۔اسی سند کے ایک اور راوی عبد الرحمٰن بن معاویہ کو یحیٰ بن معین نے " لا یحتج بحدیثہ " یعنی ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا،کا حکم لگایا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کی ایک سند میں ابن علاثہ کے بارے میں ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔اس سے احتجاج حلال نہیں۔ایک اور راوی عمرو بن حصین کو ابو حاتم رازی نے " لیس بشئی " اور دار قطنی نے متروک قرار دیا۔حدیث ابو ہریرہ کی دوسری سند میں خالد بن اسماعیل پر ابن عدی نے"یضع الحدیث علی ثقات المسلمین " یعنی وہ مسلمانوں کے ثقات کے خلاف حدیث گڑھتا ہے،کا حکم لگایا۔ابو بختری کو ابن عدی نے "اکذب الناس" قرار دیا۔اسحاق بن نجیح کو یحیٰ بن معین نے "معرف بالکذب و وضع الحدیث "یعنی کذب اور وضع حدیث میں یہ معروف ہے،قرار دیا۔

(۶) حضرت ابو امامہ والی حدیث کی سند میں ابو غالب حزور نامی راوی پر نسائی نے

ضعیف، ابن حبان نے "لا یحتج الا فیما وا فق الثقات" یعنی اس کی جو روایتیں ثقات کے موافق ہوں ان سے صرف حجت پکڑی جائے، کا حکم لگایا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کی چاروں سندوں میں سے پہلی سند کے راوی حسن بن قتیبہ اور دوسری سند کے راوی اسحاق بن نجیح کو دار قطنی نے متروک الحدیث قرار دیا۔ تیسری سند کے راوی احمد بن بکر کے بارے میں فرمایا: ثقات سے اس کی کچھ منکر حدیثیں ہیں۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر والی حدیث کی سند کے بارے میں علمائے جرح وتعدیل نے "فقیہ جماعۃ مجاھیل" یعنی اس حدیث کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے، کا حکم لگایا۔

(۹) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند پر مجہول راویوں پر مشتمل روایت ہونے کا حکم لگایا۔

(۱۰) حضرت انس بن مالک والی حدیث کی چار سندوں میں سے پہلی سند کے ایک راوی حفص بن جمیع پر ابن حبان نے "کان یخطأ"، کہ وہ خطا کرتے تھے، کا حکم لگایا۔ اور ایک دوسرے راوی ابان کو انہوں نے متروک قرار دیا۔ دوسری سند کے راوی سلیم بن سلامہ کے بارے میں فرمایا کہ " وقد کذبوہ" یعنی ائمہ نے ان کی تکذیب کی ہے، کا حکم لگایا۔ تیسری سند کے راوی ابو داؤد اعمیٰ کے بارے میں کہا "لا اعرفہ" یعنی میں انہیں نہیں پہنچانتا اور ان کا نام نقیع بن حارث ہے جن کی قتادہ نے تکذیب کی ہے اور یحیی نے " لیس بشئی " کہا اور دار قطنی نے متروک کہا۔ چوتھی سند میں "سدی" نامی راوی ہیں جن کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے۔

(۱۱) حضرت نویرہ والی حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں "مجاہیل" راویوں کی کثرت ہے۔ نیز کہا گیا کہ نویرہ نامی صحابی کی معرفت حاصل نہیں (یعنی صحابہ کے

حالات میں ان کا ذکر نہیں ملتا) عمر بن ہارون کو یحیٰ بن معین نے کذاب اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے باب ''باب قوله صلى الله عليه وسلم من حفظ على أمتى أربعين'' میں حضرت انس بن مالک کی حدیث کو مندرجہ ذیل سند سے نقل کر کے اس کی اسنادی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔

أخبرنا خلف بن قاسم نا على بن أحمد بن سعيد بن بكير نا على بن يعقوب بن سويد نا ابراهيم بن عثمان بن سعيد بن منصور ومحمد بن عوف بن سفيان الطائى ويحيى بن عثمان بن كثير بن دينار وبقية عن المعلى عن السدى عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من حمل من أمتى أربعين حديثا لقى الله يوم القيامة فقيها عالما۔

اس سند کے راوی علی بن یعقوب بن سوید پر طعن کو ''جامع بیان العلم'' میں یوں نقل فرمایا گیا:

''قال أبو عمر على بن يعقوب بن سويد ينسبونه إلى الكذب ووضع الحديث واسناد هذا الحديث كله ضعيف''

یعنی ابو عمر نے کہا کہ علی بن یعقوب بن سوید کو ائمہ فن نے کذب اور وضع حدیث سے منسوب کیا ہے نیز اس حدیث (ابن مالک والی) کی اسناد میں ضعف ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کو یوں نقل فرمایا ہے:

''وأخبرنا أحمد بن عبدالله ومسلمة ابن القاسم حدثنا يعقوب بن اسحق بن ابراهيم بن يزيد بن حجر العسقلانى

بعسقلان قال حدثنا أبو أحمد حميد بن مخلد بن زنجويه ويحيى بن عبدالله بن بكير قال حدثنا مالك ابن أنس عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من حفظ على أمتى أربعين حديثا من السنة حتى يؤديها اليهم كنت له شفيعا أو شهيدا يوم القيامة''۔

اس سند کی تحسین وتعریف کو جامع بیان العلم میں یوں نقل فرمایا گیا:

''قال أبو عمر: هذا أحسن اسناد جاء به هذا الحديث ولكنه غير محفوظ ولا معروف من حديث مالك ومن رواه عن مالك فقد أخطأ عليه واضاف ما ليس من روايته عليه''۔

یعنی ابوعمر نے کہا کہ یہ اس کی سب سے بہتر اور عمدہ سند ہے لیکن غیر محفوظ اور مالک کی حدیث سے غیر معروف ہے اور جنہوں نے مالک سے اسے روایت کیا تو اس نے خطا کی اور اوران کی جانب ایسی روایت کو منسوب کیا کہ جو ان کی روایت کردہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت کی یوں نقل کیا کہ:

''وحدثنى خلف بن القاسم نا أبو طالب محمد بن زكريا المقدسى ببيت المقدس نا أحمد بن جمهور نا عمرو بن الحصين وابو غلاثة نا حصيف عن مجاهد عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتى أربعين حديثا فيما ينفعهم فى أمر دينهم بعثه الله يوم القيامة يعنى فقيها عالما''۔

یونہی حضرت انس بن مالک کی حدیث کو ابان کے حوالے سے مندرجہ ذیل اسناد کے ساتھ نقل کیا:

"وأخبرنا أحمد أنا مسلمة أنا يعقوب بن اسحق المعروف بابن حجر ومحمد بن أحمد ابن عمر قال حدثنا أحمد بن صالح وعلى بن عيسى عن عمرو بن الأزهر عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامن مسلم يحفظ على أمتى أربعين حديثا يعلمهم بها أمر دينهم إلا جء به يوم القيامة فقيل له أشفع لمن شئت"

نیز علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عباس والی روایت کوابورباح کے حوالے سے یوں نقل کیا:

"وحدثنا أحمد قال حدثنا مسلمة نا أبو الحسن يعقوب بن اسحق العسقلانى نا محمد ابن أحمد بن عمير أبو عبد الله الطوسى نا على بن حجر نا اسحق بن نجيح عن ابن أبى جريج عن عطاء بن أبى رباح عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتى أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة"

یونہی حضرت معاذ بن جبل والی حدیث کوعطا کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا:

"ورواه ابن أبى وراد عن أبيه عن عطاء عن ابن عباس عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله فى زمرة الفقهاء والعلماء"

نیز حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کوعطا کے حوالے سے ایک اور سند سے اس طرح نقل فرمایا:

" وحدثنی خلف بن القاسم نا أبو علی سعید بن عثمان بن السکن قال حدثنا یحیی بن محمد بن صاعد وسعد بن نصر نا خالد بن اسماعیل المدنی عن ابن جریج عن عطاء عن أبی هریرة رفعه قال من تعلم من أمتی أربعین حدیثا یفقه بها فی دینه کان فقیها عالما "

جامع بیان العلم میں ابوعلی بن سکن نے خالد بن اسماعیل کو منکر الحدیث قرار دیا۔

"امام ابن ملقن" نے" من حفظ علی امتی اربعین حدیثا کتب فقیہا" والی روایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ حدیث تقریبا ۲۰ طرق سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں، دارقطنی نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(خلاصۃ البدر المنیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

ساتھ ہی امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ" ھذا متن مشھور فیما بین الناس ولیس لہ اسناد صحیح "یعنی یہ متن حدیث لوگوں کے درمیان مشہور ہے اگرچہ اس کی اسناد درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ امام بیہقی کا یہ ریمارک یہ بتا رہا ہے کہ اس حدیث کو " تلقی بالقبول "کا منصب جلیل حاصل ہے۔

(شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

امام نووی نے فرمایا کہ" واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف و ان کثرت طرقه"

(مقدمہ الاربعین النوویہ)

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عباس کے

حوالے سے حسن بن سفیان نے اپنی مسند اور اپنی اربعین میں نقل فرمایا نیز یہ حدیث ۱۳؍صحابہ سے مروی ہے۔ان سب کی تخریج ابن جوزی نے ''العلل المتناہیہ'' میں کر کے سب کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

(التلخیص الحبیر جلد۳ صفحہ۹۳۔۹۴)

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن نجار عن ابن سعد والی سند کے ساتھ روایت کر کے اس پر صحت کا نشان لگایا ہے۔ جسے بعض حضرات نے طباعتی غلطی قرار دیا ہے۔

(فیض القدیر جلد۶ صفحہ۱۱۹)

حدیث اربعین کی حیثیت واقعیہ

مذکورہ والا گفتگو سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اکثر ائمہ جرح وتعدیل نے اس حدیث اربعین کی سندوں پر کلام کیا ہے۔جس کی وجہ سے ائمہ نے اس حدیث اربعین کو ضعیف قرار دیا۔مگر اس کی اسنادی حیثیت کے ضعف سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی اس کے اندر ضعف ہے یا یہ موضوع ہے یا یہ غیر معمول بہ ہے۔ بلکہ یہ حدیث پاک حقیقی طور پر کم سے کم درجہ حسن پر فائز ہے۔جس کی مندرجہ ذیل یہ چند وجوہات ہیں۔

☆ ایک تو یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے۔

☆ اس کا مفہوم چوں کہ احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل اور نشر واشاعت پر مبنی ہے اور یہ مفہوم کئی صحیح حدیثوں کے عین موافق ہے۔لہذا اس حدیث کو ان صحیح حدیثوں کی موافقت ومتابعت اور تائید وتوثیق حاصل ہے۔

☆ یہ حدیث فضائل اعمال سے متعلق ہے۔

☆ یہ حدیث کسی اصول شرعی سے متصادم نہیں بلکہ عمل خیر کی دعوت دے رہی ہے۔

☆اسباب تقویت کی بنیاد پر اس کا اسنادی ضعف اس حدیث پر عمل پیرا ہونے سے مانع نہ ہوگا۔

☆ائمہ کرام نے اس حدیث سے استناد بھی کیا ہے اور استشہاد بھی۔

☆مجتہدین کرام نے اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات تحریر فرمائی ہیں۔

☆اس حدیث پاک کو خیر القرون سے لے کر اب تک کے علما، فقہا، ائمہ، محدثین، مفسرین غرض کہ امت کا شرف قبول اور" تلقی بالقبول "حاصل ہے۔

" تلقی بالقبول " کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث کریمہ کے عظیم ذخیرہ میں متقدمین و متاخرین کے ہر چھوٹے بڑے امام علم وفن اور علمائے شریعت اسلامیہ کی سینکڑوں اربعینات ہمیں ملتی ہیں۔
ظاہر سی بات ہے کہ یہ تمام باتیں ضعیف حدیث کو تقویت پہونچانے والے مندرجہ ذیل اسباب سے ہی متعلق ہیں۔

(ا) تلقی بالقبول:

وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین و متاخرین علما و ائمہ نے قبول کر لیا ہو تو ایسی حدیث " تلقی بالقبول " کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔

علامہ سخاوی ''شرح الفیہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''اذا تلقت الامة الضعيف بالقبول يعمل به الصحيح حتى انه ينزل منزلة المتواتر فى انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعى رحمة الله تعالىٰ فى حديث "لا وصية لوارث" انه لا يثبت اهل العلم بالحديث ولكن العامة تلقته بالقبول و عملوا به حتى جعلوه ناسخا لآية الوصية لوارث۔

ترجمہ: یعنی علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف کو امت قبول کر

لے تو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ”لا وصية لوارث“ کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ وعلماء نے اس کو قبول کرلیا اور اس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت۔”كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرن الوصية للوالدين۔الآية“

(**مفہوم آیت**:- تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اور اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔کی ناسخ بن گئی۔

(فتح المغیث جلد اول صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ دار الایمان وشرح اربعین النوویہ لابن مرعی المالکی)

(۲)**تعامل**:

حدیث کی صحت کے قوی ہونے کا مدار صرف سند ہی پر نہیں ہے بلکہ اہل علم کے قول وعمل اور مجتہدین کے تمسکات سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔اگرچہ کسی حدیث پر عمل اس کی صحت سند پر متفرع ہوتا ہے مگر بعض اوقات صحت سند عمل پر متفرع ہو جاتی ہے جیسا کہ اس تصریح بہت سے ائمہ فن محققین نے کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط وقوی کیوں نہ ہو اگر امت کا عمل اُس پر نہیں ہے تو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پر اس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ وکیع نے اسمٰعیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ:

”كان يستعان على حفظ الحديث بالعمل به“

یعنی حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی جلد اول صفحہ ۳۱۱)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ "التعقبات علی الموضوعات" میں فرماتے ہیں:

''اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگر چہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے''۔

(تنزیہ الشریعہ للکنائی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حافظ ابن صلاح ''مقدمۂ ابن صلاح'' میں لکھتے ہیں کہ:

''یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا تعامل اس کی فنی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے''۔

(بحوالہ شرح الفیہ جلد ا صفحہ ۱۵)

(۳) تعدد اسناد:

ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) مجتهد کا استدلال:

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرلے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ''تحریر'' میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

(ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ا مطبوعہ استانبول)

(۵) اهل علم کا عمل:

علماء وصلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام حاکم نیشاپوری صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبداللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

(۶) کشف :

اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کو صحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جو ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ لے تو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔آپ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے تھے۔آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ایک دعوت میں پہنچے ،ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمۂ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ ،مکتبہ امدادیہ ملتان ومقدمہ نزہۃ القاری از مفتی شریف الحق امجدی مفہوما واختصاراً)

(۷)اہل علم کا اتفاق :

جس حدیث کے مفہوم ومدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے ۔علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ'' جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ائمہ اصول نے اس کی تصریح فرمائی ہے''۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ا صفحہ ۴۹۴ ،مطبوعہ احیاء التراث)

(۸)صرف حدیث ضعیف میسر ہو:

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ'' جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔امام ابوداؤد

نے اس کی اتباع کی ہے۔امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے“۔
(فتح المغیث ،جلد اصفحہ ۲۳۳،مطبوعہ دارالامام)

یہ اوران کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔لہٰذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح وتعدیل کلام ،طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کوسنداً ثابت بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہوگئی ۔اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

یہ حدیث پاک اگر قابل عمل نہ ہوتی تو ائمہ کرام اس پر عمل کرتے ہوئے اتنی کثیر تعداد میں اربعینات تحریر نہ فرماتے ۔ پھر ایک چیز اور بھی قابل غور ہے کہ جن راویوں کی وجہ سے اس حدیث کی مختلف سندوں میں ضعف آیا ہے یہ وہ تمام راوی ہیں کہ جن کا تعلق اس حدیث پر عمل کرنے کے زمانہ کے بعد سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث پر تو خیر القرون ہی سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔حالانکہ اس حدیث کے اکثر ضعیف راویوں کا تعلق اس زمانہ کے بعد سے ہے۔

وہابیہ کی خباثت:

وہابیہ نے اس حدیث پاک کے اسنادی ضعف کو دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق بجائے اس کے کہ اس کو اسی درجۂ ضعف میں رکھتے ،تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضائل کی دیگر حدیثوں کی طرح اسے بھی موضوع قرار دیدیا۔ چنانچہ البانی نے اس حدیث کی سندوں پر علمائے جرح وتعدیل کے طعن و کلام کونقل کرنے کے بعد اخیر میں فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ ” ھذا الحدیث عندی موضوع “ (مفہوماً)

اس حدیث کے تعلق سے اس کی یہ گفتگو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔تقلید شخصی کو ناجائز و

حرام کہنے والے وہابیہ نے البانی کے اس قول کو دیکھا تو تقلید جامد کرتے ہوئے اپنی کتابوں، بیانوں، مضمونوں اور مقالوں میں شدومد کے ساتھ اسے موضوع قرار دینے لگے۔ یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کہ ایسے ایسے جلیل القدر ائمہ علم وفن نے اسی حدیث کو مستدل بناتے ہوئے سینکڑوں اربعینات تحریر فرما کر ذخیرہ احادیث میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

اربعین نویسی کے موجد:

با قاعدہ اور باضابطہ انداز میں اس حدیث اربعین پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے جنہوں نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اس عظیم شخصیت کا نام ''ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی'' ہے۔
حضرت عبداللہ ابن مبارک کے بعد یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان کے بعد ابوعبداللہ محمد اسلم بن طوسی، احمد بن حرب الزائد، ابومحمد حسن بن سفیان نسبی، ابوبکر محمد ابی علی، محمد بن عبداللہ الزوجی، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری، محمد بن حسین سلمی، ابو معین احمد بن عبداللہ اصفہانی، اسماعیل بن عبداللہ صابونی، ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری، ابوقاسم قشیری، جیسے بے شمار ائمہ نے اربعینات کے مجموعے تیار فرمائے۔
امام نوی فرماتے ہیں:
''سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبداللہ ابن مبارک نے تصنیف کی، پھر محمد بن اسلم طوسی، پھر حسن بن سفیان نسائی، پھر امام ابوبکر آجوری، پھر دارقطنی، حاکم ابومعین، اور ابوعبدالرحمٰن بن سلمی وغیرہم متقدمین ومتاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہیں۔ نیز ہر ایک کے اغراض ومقاصد مختلف اور طرز انتخاب بھی جداگانہ ہے۔۔۔۔۔ غرض کہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لئے چالیس احادیث ان تک پہونچائیں اور خود بھی دین پر قائم اور عمل پیرا رہا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔

(فیض القدیر جلد ۶، مقدمہ اربعین نووی۔)

صاحب کشف الظنون متوفی ۱۰۶۷ھ نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے لے کر اپنے زمانہ تک کے مشہور و معروف علماء میں سے تقریبا ۷۵ علماء کی ۹۰/ سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے۔اب ذیل میں ہم چند مشہور اربعینات کا اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

چند مشہور اربعینات:

(۱) ابن مبارک کی اربعین۔علامہ ابن مبارک کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔آپ دوسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ ہی کو اربعین نویسی کا واضع اور موجد قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی۔ (مقدمہ اربعین نووی)

(۲) امام بیہقی کی اربعین۔حضرت امام ابوبکر شمس الدین احمد بن حسین شافعی کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔آپ نے اپنی اربعین اخلاق کے موضوع پر ابواب کے ساتھ تصنیف فرمائی۔

(۳) محمد بن علی طائی ہمدانی کی اربعین۔ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی طائی ہمدانی کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی۔آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے اپنی مسموعات میں سے اپنے چالیس شیوخ کی چالیس حدیثیں املا کرائیں۔نیز ہر حدیث ایک الگ صحابی کی ہے۔اس مجموعہ کے نام ''اربعین طائیہ'' ہے۔

(۴) ابن عساکر کی اربعینات۔ابوالقاسم علی ابن حسن دمشقی شافعی بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔۵۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ان کی کئی اربعینات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتہاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔

اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کیں ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کے فضائل پر بھی۔

(۵) اربعین بلدانیہ۔ یہ اربعین ابوطاہر احمد بن محمد سلفی اصبہانی کی ہے۔آپ بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ۵۷۶ھ کو ہوئی۔آپ نے ایک نئی طرز پر یہ مجموعہ تیار کیا اس طور پر کہ چالیس حدیثیں، چالیس صحابہ، چالیس باب، اور مزے کی بات یہ کہ چالیس مختلف شہروں میں انہیں جمع کیا جس کی وجہ سے اس کا نام ''اربعین بلدانیہ'' رکھا۔

(۶) اربعین فی اصول الدین۔ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی نے اپنے فرزند محمد کے لئے اس اربعین کو تصنیف فرمایا۔آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔آپ کی یہ اربعین علم کلام کے چالیس مسائل پر مشتمل ہے۔

(۷) اربعین فی اصول الدین۔ یہ اربعین ابوحامد محمد بن محمد امام غزالی کی ہے۔ آپ نے تصوف کے مسائل پر اس کو مرتب فرمایا۔

(۸) الاربعین۔ موفق الدین عبد اللطیف بن یوسف الحکیم فیلسوف بغدادی کی ہے۔آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے طب نبوی پر اپنی اربعین کو ترتیب دیا۔آپ کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

(۹) الاربعین۔ یہ اربعین محمد بن احمد یمنی بطال کی ہے۔آپ نے صبح وشام کے اذکار پر مشتمل حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ بھی ساتویں صدی ہجری کے بزرگ

تھے۔آپ کی وفات ٦٣٠ھ میں ہوئی۔

(١٠) الاربعین المختارۃ فی فضل الحج والزیارۃ۔ یہ اربعین حافظ جمال الدین اندلسی نے تحریر فرمائی۔آپ نے ٦٦٣ھ میں وفات پائی۔ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔اس اربعین میں آپ نے حج وزیارت کی فضیلتوں پر مشتمل احادیث کریمہ کو جمع کیا ہے۔

(١١) الاربعین النوویہ۔ حضرت امام ابو ذکریا محی الدین یحیٰ بن شرف نووی شافعی کی یہ اربعین نہایت مشہور ومعروف ہے۔آپ شارح مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔آپ نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جو دین ومذہب اور شریعت کے اصول کی بنیاد ہیں۔اخلاق واعمال کی اساس اور تقویٰ وپرہیزگاری کے سرچشمہ ہیں۔اس میں آپ نے صحیح حدیثوں کا التزام فرمایا ہے۔ چالیس حدیثوں کے ساتھ انہوں نے دو اور حدیثوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔اس طرح آپ کی اس اربعین میں کل بیالیس حدیثیں ہیں۔یہ نہایت ہی اہم مجموعہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعد کے علماء نے اس اربعین کی متعدد شرحیں تحریر فرمائیں۔صاحب کشف الظنون نے تقریبا ٢٠ر شارحین کا ذکر کیا ہے۔علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان احادیث کریمہ کی تخریج کی ہے۔ابن دقیق نے بھی اس کی شرح کی ہے۔امام نووی کی وفات ٦٧٦ھ کو ہوئی۔

(١٢) اربعین ابن جزری۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی نے اس میں جوامع الکلم کا درجہ رکھنے والی اصح، افصح اور اوجز چالیس حدیثوں کو جمع کیا ہے۔آپ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ٨٣٨ھ کو ہوئی۔

(١٣) اربعینات سیوطی ۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کئی اربعین

تصنیف فرمائی ہیں۔جن میں ایک فضائل جہاد پر، ایک دعاء رفع یدین پر، ایک امام مالک کی روایات پر مشتمل اور ایک روایات متبائنہ پر مشتمل ہے۔آپ کی وفات ۹۱۱ھ کو ہوئی۔آپ دسویں صدی ہجری کے امام علم وفن ہیں۔

(۱۴) اربعین عدلیہ۔ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے اپنی اس اربعین میں اپنی سند سے چالیس ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جو عدل اور عادل کی فضیلت پر مشتمل ہے۔آپ کی وفات ۹۷۳ھ کو ہوئی۔

(۱۵) اربعین عشاریات۔ قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی شافعی نے اس اربعین میں ایسی چالیس روایات املا کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں اگر چہ وہ درجہ حسن کو نہیں پہنچتیں۔آپ کی وفات ۹۶۰ھ کو ہوئی۔

(۱۶) اربعین ابن عربی۔ علامہ محی الدین محمد بن علی ابن عربی نے اپنی اس اربعین کو مکۃ المکرّمہ کی سرزمین پر جمع فرمایا۔اس میں انہوں نے صرف احادیث قدسیہ ہی کو جمع فرمایا ہے۔آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی۔

(۱۷) اربعین طاش کبری زادہ۔ علامہ احمد بن مصطفٰے رومی نے اس اربعین میں آقا کریم ﷺ کی ایسی حدیثیں جمع فرمائی ہیں جو آپ سے بطور مزاح صادر ہوئیں۔آپ کی وفات ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

(۱۸) اربعین یمانیہ۔ علامہ محمد بن عبد الحمید قرشی کی یہ اربعین ایسی حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں یمن کے فضائل بیان کیئے گئے ہیں۔

(۱۹) اربعین قدسیہ۔ علامہ حسین بن احمد بن محمد تبریزی نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا ہے کہ جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علم لدنی سے ہے۔

(۲۰) الاربعین فی فضائل عثمان۔ علامہ ابوالخیر رضی الدین قزوینی نے حضرت عثمان کی فضیلت میں ایک اربعین اور دوسری اربعین حضرت علی کی فضیلت میں وارد حدیثوں پر مشتمل تصنیف کی ہے۔

(۲۱) الاربعین فی فضائل العباس۔ امام ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ کا یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) اربعین عالیہ۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اربعین میں ایسی چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے۔آپ کی وفات ۸۵۲ھ کو ہوئی۔

(۲۳) اربعین شاہ ولی اللہ۔ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جوامع الکلم کی حیثیت رکھنے والی چالیس حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

(۲۴) اربعین ملا علی قاری۔ حضرت علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث قدسیہ پر مشتمل ایک ایسی اربعین تصنیف فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کلام رسول جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے انہیں جمع کیا ہے۔اس اربعین کا نام "کتاب الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ" ہے۔آپ گیارہویں صدی ہجری کے معروف بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی۔

اربعینات خانوادۂ رضویہ

اربعینات امام احمد رضا: یوں تو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں بے شمار احادیث کریمہ ملتی ہیں جنہیں فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی وناظم امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف نے ''جامع الاحادیث'' کے نام سے جمع فرمایا دیا ہے۔ آپ کے نقل کردہ ذخیرۂ احادیث میں دو اربعینات ہمیں ملتی ہیں جن میں ایک نام ''اسماء الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین'' دوسری اربعین سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ملتی ہے جو سجدہ تعظیمی کی حرمت پر تصنیف کئے گئے آپ کے رسالہ ''الزبدة الذکیہ لتحریم سجود التحیة'' کے ضمن میں ملتی ہے۔ اس اربعین میں اعلیٰ حضرت نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

(۲۵) اسماع الاربعین۔ دراصل یہ اعلیٰ حضرت کی وہ اربعین ہے کہ جسے آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ سے سائل نے یہ معلوم کیا تھا کہ ''نبی اکرم ﷺ کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت!!! یہ بھی قربت قیامت کی ایک علامت ہے۔''انا للہ و انا الیہ راجعون''

(اسماع الاربعین مشمولہ رسائل رضویہ صفحہ ۳۹۹ جلد ۳۰ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

آگے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

’’فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے رسالہ ” سمع و طاعۃ لاحادیث الشفاعۃ “ میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت‘‘

(ایضا صفحہ ۴۰۰)

اس رسالہ میں آپ نے آقا کریم ﷺ کے شفیع ہونے اور آپ کو منصب شفاعت عطا کئے جانے پر مشتمل چالیس احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے۔ یہ اربعین آپ نے ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۲۶) الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ

۔۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کو آپ کے پاس بنارس سے مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب کا ایک سوال نامہ آیا جس میں زید اور عمرو کے مابین مرشد طریقت کو سجدہ تعظیمی کرنے کے جواز اور عدم جواز پر مشتمل ایک مکالمہ نقل فرما کر یہ سوال کیا تھا کہ ’’براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز وعدم جواز پر اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے‘‘۔

(الزبدۃ الزکیۃ مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۴۷ ۳ ر مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سوال کے جواب میں آپ نے چھ فصلوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام ” الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجو د التحیۃ “ ۱۳۳۷ھ میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کی دوسری فصل میں آپ نے چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم ثابت فرمائی ہے۔ اس اربعین کا تعارف کراتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

’’حدیث میں ’’چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ وعلمانے رنگ رنگ کی‘‘ چہل حدیث‘‘ لکھیں ہیں۔ ہم بتوفیقہ تعالٰی غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی ’’چہل حدیث‘‘ لکھتے ہیں‘‘۔

(ایضاً صفحہ ۳۸۵)

(۲۷) اربعین حجۃ الاسلام۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے قادیانیت کی رد میں ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو فتاویٰ حامدیہ میں چھپ چکا ہے۔واقعہ یوں ہوا کہ ''سرساوہ'' ضلع سہارنپور کے یعقوب کلارک نامی ایک صاحب نے مؤرخہ ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۵ہجری کوایک سوال نامہ بھیجا جس میں قادیانیوں کی کچھ لغویات سے متعلق سوال کیا گیا۔اسی کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔اس میں آپ نے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزول پر مشتمل جو احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ۴۳/ ہے۔ جسے ہم امام نووی علیہ الرحمہ کے اصول کے مطابق اربعین کے نام سے موسوم کرکے اربعینات میں شمار کرسکتے ہیں۔ کیونکہ امام نووی کی اربعین میں بھی چالیس نہیں بلکہ ۴۲/ حدیثیں ہیں۔

(۲۸) اربعین مفسر اعظم ہند۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت ،شہزادۂ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے مؤرخہ ۵،۶،صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں ''چہل حدیث'' کے نام سے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ اس اربعین میں آپ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے چالیس ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے اکثر کا تعلق ایمان وعقیدہ سے اور بقیہ کا تعلق ذکر وشکر سے ہے۔

اربعین رضویہ کا مختصر تعارف

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے احادیث قدسیہ یعنی وہ حدیثیں کہ جن کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف ہوتی ہے۔ایسی چالیس حدیثوں کو آپ نے ''کتاب الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ'' کے نام سے جمع کیا ہے۔آپ نے سبھی صحیح

حدیثوں کا التزام کیا ہے۔اسی کتاب کا ترجمہ ہمارے نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا محمد فیض رضا خاں ازہری ۔ زید علمہ وفضلہ نے کر کے اپنے عظیم خانوادہ کی اربعین نویسی کے گلشن میں ایک خوشنما اور معطر گلدستہ کا اضافہ کیا ہے۔آپ نے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے ساتھ نہایت مفصل تخریج بھی اس کتاب کے اخیر میں درج کردی ہے۔ پہلے ان کا ارادہ یہی تھا کہ اس تخریج کو ہر حدیث کے ذیل میں بطور حاشیہ درج کیا جائے ۔ چونکہ یہ اربعین انہوں نے اردوداں طبقے کے لئے تحریر فرمائی اس لئے فقیر نے یہ مشورہ دیا کہ اس تخریج کو کتاب کے آخر میں لگایا جائے ۔ کیونکہ اگر حاشیہ میں ہر حدیث کے نیچے یہ تخریج درج کی گئی تو مفصل ہونے کی وجہ سے اردو کے ہمارے قارئین اکتاہٹ بھی محسوس کریں گے اور ساتھ ہی انہیں دل بستگی بھی ختم ہوجائے گی ۔ پھر اردوداں طبقے کے عام قاری کو اس تخریج سے کوئی زیادہ سروکار بھی نہیں ہوتا۔ ہر حدیث کی تخریج ترتیب وار نمبر شمار کے ساتھ کتاب کے آخری صفحات پر دے دی گئی ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات:- فن ترجمہ نگاری میں سب سے عمدہ اور مقبول ترجمہ وہ مانا جاتا ہے کہ جسے پڑھ کر قاری کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ محض ترجمہ ہے بلکہ وہ اسے مستقل تحریر و تصنیف سمجھے ۔حضرت مترجم موصوف نے اس کتاب کو اردو کا جو جامہ پہنایا ہے اس کے اندر یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود ہے۔زبان سادہ و سلیس ہے ۔ترجمہ بامحاورہ ہے۔روھیلکھنڈ خاص کر بریلی شریف کی اردو زبان میں پائی جانے والی شیرینی و حلاوت سے بھرپور ہے۔اس ترجمہ کو ہم مفہومی اور توضیحی ترجمہ کا نام دے سکتے ہیں۔اگر کسی کو اصل کتاب کے بارے میں علم نہیں تو وہ اس ترجمہ کو مستقل کتاب ہی سمجھے گا۔سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ چند روز کی بہت کم مدت میں موصوف نے اس کا ترجمہ مکمل کیا۔تصحیح و نظر ثانی کی ذمہ داری راقم الحروف کو سونپی

گئی۔ یہ ترجمہ اب آپ حضرات کے سامنے ہے۔احادیث کریمہ کی تلاوت کی برکتیں حاصل کرنے کے ساتھ شہزادۂ خانوادۂ رضویہ مترجم موصوف حضرت علامہ مولانا محمد فیض رضا خاں مدظلہ کے بھی علمی برکات سے بہرہ مند ہوں اور دعا کریں کہ خاندان اعلیٰ حضرت کے نوعمر شہزادگان کو اللہ رب العزت خانوادۂ رضویہ کی علمی شان و شوکت کا محافظ و پاسبان اور خانوادۂ رضویہ کے امتیازات واختصاصات کا مکمل عکس جمیل اور آئینہ دار بنائے۔آمین بجاہ حبیبہ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد سلیم بریلوی
جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف
۸؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۱۹؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارکہ

امام ملا علی قاری حنفی کے حالات

از:۔۔ابوالفضل محمد فیض رضا خان الازہری

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی محمد علی ہے اور لقب مبارک نور الدین اور ابوالحسن آپ کی کنیت ہے۔اور آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرمی سلطان ہے۔مگر دنیاے اسلام میں آپ کی شہرت ملا علی قاری کے نام سے ہے۔آپ حنفی المذہب تھے اور امام ماتریدی کے طریق پر تھے اور اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم رکن رکین تھے۔

پیدائش: امام ملا علی قاری قدس سرہ کی پیدائش ہرات شریف میں ہوئی یہ شہر مقدس وہ ہے جس کی گود سے نا جانے کتنے اولیاے کرام اسلام کی آبیاری کے لئے پیدا ہوئے آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی محمد علی ہے اور لقب مبارک نور الدین اور ابوالحسن آپ کی کنیت ہے۔اور آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرمی سلطان ہے۔مگر دنیاے اسلام میں آپ کی شہرت ملا علی قاری کے نام سے ہے۔آپ حنفی المذہب تھے اور امام ماتریدی کے طریق پر تھے اور اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم رکن رکین تھے۔

مقام پرورش: آپ ایک گوشہ نشین زاہد اور تقوی شعار انسان تھے آپ حکام اور اہل ثروت کی صحبت اور ان کی مجلسوں سے دور رہتے تھے۔اور اوراد و وظائف کے عامل اور اس پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہتے تھے۔اور مکہ مکرمہ شریف جہاں آپ کا قیام تھا اور ہرات سے ہجرت کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی وہاں پر اکثر آپ تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔آپ قدس سرہ نے عربی خوش خط کی

بہترین تعلیم حاصل کری تھی اور آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال اپنے دست پاک سے خوش خط میں قران کریم کو تحریر فرماتے اور اسی سے اپنے رزق کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔اور اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ قران کریم کو بعض قراءت سے بھی مزین فرمایا کرتے تھے کیوں کہ آپ خود بھی ایک عمدہ قاری تھے ایک قران پاک کے ہدیہ سے آپ پورے سال کا خرچ نکالتے اور دوسرے قران پاک کا ہدیہ آپ صدقہ فرمادیا کرتے تھے۔اور ایسا کرنا آپ کو کفایت کرتا تھا کیوں کہ آپ نے بغیر زوجہ و اولاد اور بغیر اہل خانہ کے زندگی گزاری حتی کہ کوئی باندی تک نہیں رکھتے تھے چنان چہ اسی بنا پر امام ملا علی قاری کو اپنی کتابوں کی تجارت سے جو رقم حاصل ہوتی اسی پر قناعت کرتے اور آپ کے حال پر زہد و تقوی اور تصوف کا غلبہ رہتا اور آپ لوگوں سے میل جول کم رکھتے اور عبادت اور تقوی میں کثرت کرتے اور رب ذو الجلال سے راز و نیاز میں زیادہ وقت گزارا کرتے تھے۔

علمی زندگی: آپ کی علمی زندگی تین مراحل میں تقسیم ہوتی ہے:

پہلا مرحلہ: آپ کے تعلیمی سفر کا پہلا پڑاؤ ہرات ہے کیوں کہ آپ وہیں پیدا ہوئے اور وہیں پر قران کریم کی تعلیم حاصل کر کے حفظ فرمایا اور پھر وہیں ابتدائی علوم کو حاصل فرمایا اور شہر ہرات میں علمائے کرام کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ میں لوگوں کی امامت بھی فرمائی اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کو لفظ قاری سے ملقب کر دیا جیسا کہ اس زمانے سے اب تک لوگوں میں یہی عادت رائج ہے۔

دوسرا مرحلہ: آپ کا دوسرا تعلیمی سفر۔آپ اپنی جوانی میں ہی مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور یہ سفر آپ نے سلطان اسماعیل صفوی کے فتنہ کی وجہ سے کیا کیوں کہ وہ جس شہر کی طرف رخ کرتا اس کو فتح کر لیتا اور شہر کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا کرتا

تھا۔اوران کے اموال ضبط کر لیتا تھا۔تقریبادس لاکھ لوگوں کواس نے ظلماً قتل کیا اور بہت سے بڑے بڑے علماے کرام کوبھی قتل کیا حتی کہ بلاد عجم میں ایک بھی اہل علم باقی نہیں رہااور رافضی ہونے کی وجہ سے اس نے علماے اہل سنت کی تمام کتابوں کوآگ لگادی اور بالکل یہی حال امام ملاعلی قاری کے شہر مقدس ہرات کا بھی ہوا لہٰذا جو علما بچے انہوں نے ہرات سے ہجرت کرلی ۔اور ہجرت کرنے والوں میں سے ایک ذات امام ملاعلی قاری کی بھی ہے آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف ہجرت کی اور مکہ مکرمہ میں ۹۵۲ھ۔۹۷۳ھ کے آس پاس داخل ہوئے ۔اور پھر مکہ مکرمہ میں مشائخ کرام کے حلقہ درس میں شامل ہوئے ۔اور یہاں پر رب تعالیٰ نے آپ پر انشراح صدر فرمادیا۔

آپ کو جب جب کوئی شخص دیکھتا تو آپ کے ہاتھ میں کوئی کتاب ہوتی یا آپ استاذ مکرم کے پاس ہوتے ۔اورآپ کا ۱۰۰۳ھ تک برقرار رہااسی درمیان آپنے رسائل و کتب کی تالیف کا کام کیا

تیسرامرحلہ: آپ نے ۱۰۰۳ھ کے آس پاس تصنیف وتالیف کا کام شروع کردیا تھا اس درمیان آپ کی کتابیں لوگوں پر ظاہر ہوئیں اورآپ رسائل وکتب کوتحریرفرماکر لوگوں کوپیش کرنے لگے آپ نے ۱۰۰۳ھ سے ۱۰۱۴ھ تک اس قلیل مدت میں تقریبا ۱۴۸ سے زائد رسائل وکتب تالیف فرمادی جیساکہ اسکالر شیخ خلیل ابراہیم قوتلای نے اپنی کتاب ''الامام علی قاری واثرہ فی علم الحدیث،، میں لکھا۔

آپ کارجوع الی الحق: امام علی قاری نے ایک مرتبہ ایک خواب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے والدین نار میں ہیں ۔اور پھراس سلسلے میں آپ نے ایک رسالہ بھی تحریرفرمادیا مگر جب آپ نے شفاء للقاضی عیاض کی شرح تالیف فرمائی تو آپ نے اپ نے وصال سے تین سال قبل ۱۰۱۱ھ میں اپ نے اس

رسالہ اور اس میں ذکر کردہ موقف سے رجوع فرمالیا اور پھر اس کے بعد فرمایا:

وابوطالب لم یصح اسلامه واما اسلام ابویه ففیه اقوال ، والاصح اسلامهما علی ما اتفق علیه الاجله من الامة کمابینه السیوطی فی رسائله الثلاث المؤلفة و قال واما ما ذکروا من احیائه علیه الجمهور الثقات کما قال السیوطی فی رسائله الثلاث المؤلفة

یعنی اور ابوطالب کا اسلام ثابت نہیں ہے اور رہا آقاے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے والدین کے اسلام کے تعلق سے تو اس میں کئی اقوال ہیں اور صحیح ترین یہ قول ہے کہ آقاے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے والدین کا اسلام تھا یعنی وہ اسلام پر تھے اور اسی پر امت اسلام کے اجلہ علماے کرام کا اتفاق ہے جیسا کہ امام سیوطی قدس سرہ نے اپنی تالیف کردہ تین رسالوں میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا وہ واقعہ جو آقاے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے والدین کے احیاء اور زندہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں تو صحیح روایت یہی ہے کہ یہ واقعہ درست ہے اور اس پر جمہور اہل ثقات کا اتفاق ہے جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنے تالیف کردہ تین رسالوں میں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی تالیفات: امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے فنون شرعیہ اور مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں جیسا کہ قران کریم اور اس کے علوم، علم حدیث شریف اور اس کے علوم، علم التوحید والعقائد، علم فقہ اور اس کے علوم، اور آپ نے فروع مختلفہ میں بھی مختصر مختصر رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ اور آپ کتابوں کو تحریر کرنے میں بالکل امام سیوطی علیہ الرحمہ کے مثل تھے۔ آپ نے جن جن علوم کو پڑھا ہے تو اس میں کم از کم ایک رسالہ ضرور تالیف فرمایا ہے۔ اور بعض لوگوں نے آپ کی تالیفات کو تین سو کے آس پاس تک تحریر فرمایا ہے۔ لیکن در حقیقت ایسا ہے کہ آپ کی تالیف میں

بعض ایک صفحہ کی ہیں اور بعض کتابیں کئی صفحات پر ہیں اور بعض کئی اجزاء پر اور بعض ایک مجلد اور بعض تو کئی مجلدات پر ہیں۔ چنانچہ علم التوحید میں آپ نے سترہ کتابیں ،اور اصول فقہ میں ایک کتاب، علم فقہ میں بیس، علم مناسک وحج میں گیارہ، علم فرائض میں ایک، علم تفسیر میں چھ، علم قراءت وتجوید میں پانچ، علم سیرت وشمائل میں چھ، علم اوراد ووظائف واذکار میں تین، علم تراجم میں پانچ، علم لغت میں تین، علم نحو میں چھ، علم مواعظ اور دیگر علوم میں اکیس کتابیں تالیف فرمائیں اور کچھ وہ کتابیں ہیں جو آپ کی طرف منسوب ہیں مگر مشہور نہیں ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی بعض اہم اور مشہور تالیفات کو مندرجہ ذیل میں ذکر کروں ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...انوار القران واسرار الفرقان (تفسیر ملا علی قاری)

(۲)...الاثمار الجنیة فی اسماء الحنفیة

(۳)...منح الروض الازهر فی شرح الفقه الاکبر

(۴)...ضوء المعالی شرح بدء الامالی

(۵)...مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح

(۶)...جمع الوسائل فی شرح الشمائل

(۷)...شرح مسند ابی حنیفة

(۸)...شرح الشفاء للقاضی عیاض

(۹)...شرح نخبة الفکر فی مصطلحات اهل الاثر

(۱۰)...الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة

(۱۱)...المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع

(۱۲)...الرد علی القائلین بوحدة الوجود

(۱۳)...تسلیة الاعمی عن بلیة العمی

(۱۴)...موعظة الحبيب و تحفة الخطى

(۱۵)...شم العوارض فی ذم الروافض

(۱٦)...الاحاديث القدسية الاربعينية

(۱۷)...التعليق على بعض اداب المريدين

(۱۸)...الناموس فی تلخيص القاموس

(۱۹)...شرح الاربعين النووية

(۲۰)...تذكرة الموضوعات

امام زرکلی قدس سرہ نے آپ کے بارے میں آپ کی تالیفات کے سلسلے میں اپنی کتاب ''الاعلام،، میں تفصیلا ذکر فرمایاہے۔

وفات: آپ علیہ الرحمہ کی وفات ایک ہزار چودہ ہجری نبوی میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہیں پر مقبرہ معلات میں تدفین عمل میں آئی اور بعض ترجمہ نگاروں نے ذکر فرمایاہے کہ علمائے مصر کو جب آپ کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو انہوں نے جامع ازہر شریف میں ایک جم غفیر کے ساتھ جس کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ تھی آپ کی نماز جنازہ ادافرمائی اور آپ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعاہے کہ مولیٰ کریم اپنے ان نیک بندوں کا کچھ صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور اس صدقے کے بدولت ہم بھی دین اسلام کی خدمت کرسکیں ۔۔۔۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

ابوالفضل محمد فیض رضا خان الازہری قادری برکاتی رضوی غفرلہ
خادم المقام الرضویہ۔۔۔۔محلّہ سوداں گراں بریلی شریف
مقیم حال: جامعہ ازہر شریف قاہرہ مصر

مترجم کا مختصر سوانحی خاکہ

از قلم: مفتی محمد سلیم بریلوی

اجمالی تعارف: حضرت علامہ محمد فیض رضا خاں ازہری گلستان ریحان ملت کے اس شگفتہ وخوشنما پھول کا نام ہے کہ جس کی شگفتگی اور خوشبو سے بہت جلد اہل سنت و جماعت کے مشام جاں معطر ہوں گے۔آپ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے برادر اکبر حضرت ریحان ملت علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے ،صاحب سجادہ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے برادر زادے ،خطیب اعظم ،تاج السنہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت ،شہزادۂ ریحان ملت پیر طریقت ،رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد توصیف رضا خاں مدظلہ النورانی کے شہزادے ہیں۔

نسب:۔سیدی سرکار اعلیٰ حضرت سے آپ کا سلسلہ نسب چار واسطوں سے مل جاتا ہے۔جو اس طرح ہے:

محمد فیض رضا خاں ازہری بن حضرت علامہ توصیف رضا خاں مدظلہما بن ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں بن مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں علیہم الرحمۃ والرضوان۔

نام وتاریخ پیدائش:۔آپ کا پورا نام محمد فیض رضا خاں ہے۔آپ کی

پیدائش ۲۲؍شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ۱۲؍جنوری ۱۹۹۶ء کو ہوئی۔ خطیب اعظم حضرت علامہ توصیف رضا خاں مدظلہ کی اولاد میں ایک شہزادی اور ایک شہزادے ہیں۔شہزادی بڑی ہیں اور شہزادۂ موصوف ان سے چھوٹے ہیں۔ حضرت خطیب اعظم کی شہزادی کا عقد محلّہ گڑھی بریلی شریف کے رہنے والے عالیجناب محترم سید عامر صاحب بن سید مستجاب علی صاحب سے مسجد نبوی شریف مدینۂ منورہ میں مؤرخہ ۱۵؍مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو ہوا۔جس کا خطبہ حضرت خطیب اعظم اور حضرت علامہ محمد فیض رضا خاں عادل ازہری مدظلہما نے پڑھا۔ان سے ایک شہزادے مؤرخہ ۱۱؍اگست ۲۰۱۷ء کو متولد ہوئے جن کا نام نانا جان حضرت خطیب اعظم نے ''سید انعام احمد'' تجویز فرمایا۔

رسم تسمیہ خوانی:۔ خاندانی رسم ورواج کے مطابق چار سال چار مہینہ اور چار دن کی عمر میں حضرت مترجم موصوف کی رسم تسمیہ خوانی ادا کی گئی۔

تعلیمی سفر:۔ قرآن عظیم اور ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ چھ کلاسوں تک ابتدائی عصری تعلیم بریلی شریف کے انگلش میڈیم اسکول میں حاصل کی۔ پھر ۲۰۰۸ء میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درجہ اعدادیہ کی تعلیم حاصل کی۔تسہیل المصادر پڑھانے کا شرف راقم الحروف کو حاصل رہا۔خانوادۂ رضویہ کی خصوصیات وامتیاز میں سے فطری ذہانت وفطانت بھی ہے۔جو بدرجۂ اتم مترجم موصوف میں پائی جاتی ہیں۔اس کا بارہا تجربہ خود راقم کو بھی ہوا۔درجۂ اعدادیہ میں اس وقت تقریباً ۲۵؍طلبہ تھے۔راقم کا طریقۂ کار تمرین کی کتابوں میں یہ رہا ہے کہ

کتاب میں درج جملوں کے علاوہ ان کی مناسبت سے کچھ خارجی جملوں کی بھی انشاء بنواتا ہے۔اس درجہ کے طلبہ کے ساتھ بھی یہی طریقہ رہا۔مترجم موصوف کی یہ خاصیت تھی کہ وہ ان تمام طلبہ میں سب سے عمدہ انداز میں اردو سے فارسی اور فارسی سے اردو جملے بنا کر کے لاتے۔سارے طلبہ میں بہترین سبق سناتے۔چونکہ حضرت خطیب اعظم دعوت وارشاد کے لئے ۱۹۷۸ء سے مسلسل ہند و بیرون ہند کا دورہ کرتے ہیں۔حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کے بعد اس خانوادے سے بیرون ہند کا سب سے پہلا دورہ حضرت خطیب اعظم ہی نے کیا۔حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے کثیر اسفار کے بعد اس خاندان میں سب سے زیادہ اگر کسی نے بیرون ملک کے سفر کئے ہیں تو وہ حضرت خطیب اعظم ہی کی ذات ہے۔بلکہ کچھ ممالک تو ایسے ہیں کہ جہاں خانوادۂ رضویہ سے صرف آپ ہی کا دورا ہوا۔آپ نے ہندوستان کے تقریباً ہر صوبہ کا دورہ کرنے کے ساتھ نیپال،شری لنکا،پاکستان،موریشس،ساؤتھ افریقہ،سرینام،ہالینڈ،امریکہ،آسٹریلیا،ویسٹ انڈیز، زمبابے،تنزانیہ کے علاوہ مصر،دوبئی وغیرہ عرب ممالک کا بھی دورہ فرمایا۔چونکہ ان ممالک کی دینی حالت کو دیکھ کر آپ کو شدت کے ساتھ یہ احساس تھا کہ عالمی سطح پر دین ومسلک کی خدمت کے لئے ٹھوس علمی سرمایہ کے ساتھ عربی اور انگریزی جیسی عالمی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہونا بہت ضروری ہے۔اس وجہ سے آپ نے ناز ونعم سے پلے بڑے اپنے اکلوتے اور کمسن شہزادے کے فراق کو برداشت کرتے ہوئے چھوٹی سی عمر ہی میں سن ۲۰۰۹ء میں افریقہ کی سرزمین پر تحصیل علم کے لئے بھیج دیا۔مترجم موصوف بھی تحصیل

علم کے اتنے شائق کہ گھر کا سارا عیش و آرام تج کر ایک دور دراز کے ملک میں تشریف لے گئے۔ ۲۰۱۲ء تک افریقہ کے دارالعلوم میں عربی اور انگریزی زبان و ادب کے ساتھ دینی تعلیم خصوصی طور پر حاصل کرتے رہے۔ ۲۰۱۲ء میں آپ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مصر تشریف لے گئے جہاں ایک سال کا خصوصی عربی کورس کیا پھر ۲۰۱۳ء میں ازہر شریف کے ''کلیۃ الشریعۃ الاسلامیہ'' میں داخلہ ہوا اور یہاں سے ''تخصص فی الفقہ الحنفی'' ۲۰۱۷ء میں مکمل فرمایا۔ تادم تحریر آپ ازہر شریف ہی میں رہ کر ''ایم فل'' کر رہے ہیں۔

اجازت وخلافت: ۔ ۲۰۱۲ء ہی میں ۲۵ر صفر کو عرس رضوی کے موقع پر قل شریف کے وقت لاکھوں کے مجمع میں اسلامیہ انٹر کالج کے عرس رضوی کے منبر سے آپ کے والد ماجد حضرت خطیب اعظم نے مترجم موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں چلی آرہی سارے سلاسل کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ ۲۰۱۴ء میں امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ پھر ۳۰ر جولائی ۲۰۱۶ء میں قاضی شہر شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب، حضرت مفتی عاشق حسین صاحب اور عالیجناب محترم سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی ممبئی کی موجودگی میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے نوازا کہ ''یہ بچہ مجھ سے بچپن سے محبت کرتا ہے اس کے گھر والے بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں جو خلافت و اجازت مجھے سینہ بسینہ اپنے آباؤ اجداد سے ملی میں نے اسے عطا کی۔''

امام ملا علی قاری قدس سرہ کی اربعین احادیث قدسیہ کا اردو ترجمہ
اور تخریج بنام

الاربعين الرضوية فى ترجمة الاحاديث القدسية

عرفی نام

اربعین رضویہ

مترجم

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، خلیفۂ تاج الشریعہ وامین شریعت حضرت علامہ مولانا
مفتی الشاہ ابوالفضل محمد فیض رضا خاں عادل الازہری بریلوی
فاضل جامعہ ازہر مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿حدیث نمبر۱:﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال: قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ماسأل فاذا قال العبد الحمد للہ رب العٰلمین قال اللہ حَمِدَنی عبدی فاذا قال الرحمن الرحیم قال اللہ أَ ثنی علیَّ عبدی فاذا قال مالك یوم الدین قال مجدّنیُ عبدی فاذا قال ایاك نعبد و ایاك نستعین قال ھذا بینی و بین عبدی ولعبدی ماسأل فاذا قال اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لاالضآلین قال ھذا لِعَبدی و لعبدی ماسأل۔(۱)

(رواہ احمد و اصحاب الستِ ماعدا البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم فرما دیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے لہذا جب بندہ کہتا ہے ''الحمد للہ رب العٰلمین'' تو رب فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ''الرحمن الرحیم'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ''مالك یوم الدین'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ''ایاك نعبد و ایاك نستعین'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے

اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے پھر جب بندہ کہتا ہے" اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم و لا الضالین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔

﴿حدیث نمبر۲:﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ: کذبنی ابن آدم ولم یکن لہ ذالک شتمنی ولم یکن لہ ذالک فاما تکذیبہ ایاک فقولہ لن یعیدنی کما بدأنی ولیس اول الخلق باَھْوَنَ علیَّ من اعادتہ و اما شتمہ ایاک فقولہ اتخذ اللہ ولداً و انا الاحد الصمد لم الد ولم الد ولم یکن لی کفواً احد۔(۲)

(رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رب ارشاد فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کو زیب نہ تھا اور مجھ کو برا کہا یہ بھی اس کو زیبا نہ تھا۔ رہا ابن آدم کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز میری پہلی حالت پر نہ لوٹا سکے گا جب کہ اولاً ابنانا اور پیدا کرنا دوبارہ بنانے اور پہلی حالت میں لوٹانے کی بنسبت آسان نہیں ہے (بلکہ یہ زیادہ مشکل ہے) اور مجھے برا کہنے اور گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کہا کہ رب نے بیٹا بنایا حالانکہ میں واحد بے نیاز ہوں نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی مجھ سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

﴿حدیث نمبر۳:﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال! قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم : قال اللہ تعالیٰ یوذینی ابن آدم یَسُبُّ الدھر و انا الدھر۔ بیدی الا مر اُقَلِّبُ اللیل و النھار۔(۳)

(متفق علیہ و رواہ البخاری واحمد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم زمانے کو گالی دے کر مجھے تکلیف دیتا ہے حلانکہ میں ہی زمانہ (یعنی زمانہ کا خالق و مالک) ہوں میرے ہی قبضے میں سارے معاملات ہیں میں ہی دن اور رات کو بدلتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر۴:﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب! کیف اعودك و انت رب العٰلمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم نعدہٗ اما علمت انك لوعدتہ لوجدتنی عندہ؟

یا ابن آدم استطعمتُك فلم تطعمنی قال یا رب! کیف اطعمك و انت رب العٰلمین؟ قال اما علمت انہ استطعمك عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انك لواطعمتہ لوجدت ذالك عندی؟ یا ابن آدم استسقیتك فلم تسقِنی قال یا رب! کیف اسقیك و انت رب العٰلمین؟ قال استسقاك عبدی فلان فلم تسقہ اما علمت انك لو سقیتہ لوجدت ذالك عندی۔(٤)

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا رب کریم قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا اے آدم! میں مریض ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرسکتا ہوں حالاں کہ تو تو رب العالمین ہے۔ رب ارشاد فرمائے گا کہ جب تجھ کو معلوم ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا پھر رب کریم ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو تو رب العالمین ہے میں تجھ کو کیسے کھلا سکتا ہوں تو رب کریم ارشاد فرمائے گا کیا تجھے یہ یاد ہے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر پھر بھی تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھلاتا تو ضرور مجھے تو اس کے پاس پاتا۔

رب کریم ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھ کو سیراب نہیں کیا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھ کو کیسے سیراب کرتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا پھر تو نے اس کو سیراب نہیں کیا اگر تو اس کو سیراب کرتا ضرور مجھے تو اس کے پاس پاتا۔

﴿حدیث نمبر۵:﴾

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت النبی صلی الله تعالیٰ علیه و سلم یقول! قال الله سبحانه و تعالیٰ اذا بتلیت عبدی بحبیبتیه فصبر عوَّضته منهما الجنة یرید عینیه۔(۵)

(رواه احمد و البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

جب میں اپنے بندے کو اس کی محبوب ترین دونوں آنکھوں سے محرومیت کی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور پھر وہ بندہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کو اس کی دونوں آنکھوں کے بدلے جنت عطا کرتا ہوں۔(دو محبوب چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں)

﴿حدیث نمبر٦:﴾

عن شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنه سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول : ان الله عزوجل اذا ابتليت عبدا من عبادی مومنا فحمدنی و صبر علی ما ابتليته فانه يقوم من مضجعه ذالك كيوم ولدته امه من الخطايا و يقول الرب تبارك و تعالیٰ للحفظة انی قد قيدت عبدی هذا و ابتليته فاجرواله ماكنتم تجرون له وهو صحيح۔(٦)

(رواه احمد)

ترجمہ:۔ شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔

جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو کسی بلا (مرض) میں مبتلا کرتا ہوں مگر پھر وہ میری حمد کرتا ہے اور میری عطا کردہ مصیبت پر صبر کرتا ہے تو وہ بندہ اپنے بستر پر ایسے ہی رہتا ہے گویا کہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے تمام گناہوں سے پاک پیدا ہوا ہے اور رب تعالیٰ محافظین فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے اس بندے کو قید کیا اور مصیبت میں مبتلا کیا تو تم اس کو وہی اجر دو جو تم اسے درستگی وصحت کی حالت میں دینا چاہتے تھے۔

﴿حدیث نمبر۷:﴾

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال!ان رسول الله

صلی الله تعالیٰ علیه و سلم عاد مریضا فقال: ابشرفان الله تعالیٰ یقول: هی نار اُسلِّطُها علی عبدی المومن فی الدنیا لتکون حظه من النار یوم القیامة۔(۷)

(رواه احمد و ابن ماجه و البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول ﷺ نے ایک مریض کی عیادت فرمائی پھر ارشاد فرمایا میں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسی آگ ہے جس کو میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ کا بدلہ ہو جائے۔(یعنی وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے۔)

﴿حدیث نمبر۸:﴾

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال ان الرب سبحانه و تعالیٰ یقول: عزتی وجلالی لا اخرج احد امن الدنیا ارید ان اغفرله حتی استوفی کل خطیآته فی عنقه بسقم فی بدنه و اقتارٍ فی رزقه۔(۸)

(رواه رزین)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک رب تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں دنیا سے کسی ایسے کو جسے آخرت میں بخشنا چاہتا ہوں اس وقت تک ہرگز نہیں اٹھاؤں گا جب تک میں اس کے گناہوں اور اس کی خطاؤں کو اس کے رزق میں کمی اور اس کے بدن میں بیماری کی صورت میں خود اسی کی گردن پر ڈال کر ان گناہوں کا بدل وکفارہ نہ بنا دوں۔

﴿حدیث نمبر۹:﴾

عن و اثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: قال اللہ تعالیٰ انا عندظن عبدی فلیظن بی ماشاء۔(۹)

(رواہ الطبرانی و الحاکم بسند صحیح)

ترجمہ:۔ حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے پاس ہوں تواب وہ جو چاہے میرے بارے میں ظن رکھے۔

﴿حدیث نمبر۱۰:﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال: قال اللہ تعالیٰ: اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت و لا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔(۱۰)

(رواہ احمد و البخاری ومسلم و الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالحین بندوں کیلئے وہ آراستہ کررکھا ہے جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔

﴿حدیث نمبر۱۱:﴾

عن ابی ھندی الدارمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیلتمس ربا سوای۔(۱۱)

(رواه الطبرانی بسند ضعیف)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھندی دارمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا رب العزت ارشادفرماتا ہے جو میرے فیصلے پر راضی نہیں اور میری عطا کردہ مصیبت پر صابر نہیں تو اسے چاہئے کہ وہ ضرور میرے علاوہ کوئی اور رب تلاش کرلے۔

﴿حدیث نمبر۱۲:﴾

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه و سلم قال الله تعالیٰ كل عمل ابن آدم له الا الصيام فانه لی و انا اجزی به۔(۱۲)

(رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزوں کے۔کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (یا میں ہی اس کی جزا ہوں)

﴿حدیث نمبر۱۳:﴾

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه و سلم قال الله تعالیٰ اذاهمَّ عبدی بحسنة ولم يعملها كتبتها له حسنة فان عملها كتبتها عشر حسنات الیٰ سبعمائة ضعف و اذاهم بسئية ولم يعملها لم اكتبها عليه فان عملها كتبتها سيئة واحدة۔(۱۳)

(البخاری والمسلم والترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ کسی نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں ہے تو میں اس کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اس کو (ارادہ کے ساتھ) کر گزرتا ہے تو میں اس کے نامۂ اعمال میں دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں۔ اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو نہیں کرتا تو میں اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھتا لیکن اگر وہ اس کو کر گزرتا ہے تو میں اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر۱۴:﴾

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه و سلم قال: قال الله تعالیٰ اذا احب عبدی لقائی احببت لقائه و اذا كرهَ لقائی كرهت لقائه۔(١٤)

(رواه مالك و البخاری والنسائی)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرے ملنے کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب وہ میرے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر۱۵:﴾

عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ يا عبادی! انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته محرما بينكم ولا تظالموا! يا عبادی كلكم ضال الا من هديته فاستهدونی

اھدکم! یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم! یا عبادی کلکم عارٍ الا من کسوتہ فاستکسونی اکسکم! یا عبادی انکم تخطئون باللیل والنھار و انا اغفرالذنوب جمیعا فاستغفرونی اغفرلکم! یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوانفعی فتنفعونی! یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد ذالک فی ملکی شیئا یاعبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم وحبنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد ما نقص ذالک من ملکی شیئا! یاعبادی لو ان اولکم و اخرکم و انسکم وجنکم قاموا فی صعید۔ واحد فسالونی فاعطیت کل انسان مسئلتہ مانقص ذالک مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر! یاعبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم او فیکم ایاھا فمن عمل خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذالک ولا یَلُومنَّ الا نفسہ۔(۱۵)

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہین آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! یقیناً میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام فرمایا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام فرمایا تو ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت

عطا کی تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں نے کھلایا تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب لباس سے عاری ہو سوائے ان کے جن کو میں نے لباس عطا کیا تو تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! یقیناً تم لوگ دن رات غلطیاں کرتے رہتے ہو اور میں ہی تمہارے ان سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تم کو مغفرت عطا کروں گا۔

اے میرے بندو! تم ہرگز میرے نقصان تک نہیں پہونچو گے کہ مجھے نقصان پہونچا سکو۔ (کیوں کہ میں نفع و نقصان سے پاک و منزہ ہوں) تم ہرگز میرے نفع تک نہیں پہونچ سکتے کہ تم مجھ کو نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات سب تم میں سے کسی ایک مرد کے تقویٰ شعار دل پر ہو جائیں (یعنی سب متقی ہو جائیں) پھر بھی میرے ملک میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کر سکتے۔ (یعنی تمہاری نیکی کا فائدہ تم ہی کو ملے گا)

اے میرے بندو! اگر تمہارے اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات سب تم میں سے کسی ایک مرد کے فسق و فجور پر ہو جائیں (یعنی سب نافرمان ہو جائیں) پھر بھی میرے ملک میں کسی چیز کی کمی ہرگز نہیں کر سکتے۔ (یعنی نافرمانی کا نقصان تمہیں کو ہوگا مجھے نہیں)

اے میرے بندو! یقیناً اگر تمہارے اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات سب کے سب ایک بڑی زمین میں جمع ہوں پھر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک انسان کو اس کے مانگنے کے مطابق عطا کر دوں تب بھی میرے خزانہ سے ذرہ برابر کم نہ ہوگا کیونکہ اتنا سب کچھ دیا جانا ایسے ہی ہے جیسے سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکال لیا جائے

کہ جس سے اس سمندر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جس کو میں تمہارے لئے شمار کرتا ہوں (فرشتوں کے ذریعہ) پھر تم کو ان اعمال کا بدلہ عطاء کرونگا۔ جس نے عمل خیر کیا اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے برخلاف پائے وہ خود اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

﴿حدیث نمبر ۱۶:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : قال الله تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرك من عمل عملا اشرك فيه معی غيری تركته و شركه۔(١٦)

(رواه مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کے شرکاء سے بے نیاز ہوں جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک ٹھہرایا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۱۷:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم : قال عزوجل انفق انفق علیك۔(١٧)

(رواه احمد و الشیخان)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میری راہ میں خرچ کرو میں تم پر خرچ کرونگا۔

﴿حدیث نمبر۱۸:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ سبقت رحمتی غضبی۔(۱۸)

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب پرسبقت کرگئی۔

﴿حدیث نمبر۱۹:﴾

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ: اذا تقرب الی العبد شبرا تقربت الیه ذراعا و اذا تقرب الیَّ ذراعاتقربت الیه باعاواذا اتانی مشیا اتیته هرولة۔(۱۹)

(رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا تو میں ایک ذراع اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ ایک ذراع میرے قریب ہوجاتا ہے تو میں اس کے ایک باع (گز) قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اپنی شان قدرت کے اعتبار سے بسرعت اس کے پاس آتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر۲۰:﴾

عن عبد الرحمن بن عوف رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول ﷺ قال: قال الله تعالیٰ انا الرحمن انا خلقت الرحم و

شـقـقـت لهـا اسـمـا مـن اسـمـی فـمـن وصلها و صلته ومن قطعها قطعته۔(٢٠)

(رواہ احمد و البخاری فی الادب و ابوداؤد و الترمذی و الحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی رحمٰن ہوں میں نے ہی صلۂ رحمی اور رشتوں کو پیدا کیا ہے اور اس کو اپنے نام سے منسوب کیا ہے تو جس شخص نے اس کو ملایا میں اس کو ملاؤں گا اور جس نے اس کو توڑا اور قطع رحم کیا تو میں اس کو قطع کردونگا اور توڑ ڈالوں گا۔

﴿حدیث نمبر۲۱:﴾

عـن ابـی هـریـرـة رضـی الـلـه تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قـال الـلـه تعالیٰ الکبریاء ردائی و العظمة ازاری فمن نـازعنی واحد منهما قذفته فی النار۔(٢١)

(رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجه)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کبریائی میری رداء (چادر) ہے اور عظمت میرا ازار ہے جس کسی نے بھی میرے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک میں جھگڑا و نزاع کیا تو میں اس کو نار جہنم میں ڈال دونگا۔

﴿حدیث نمبر۲۲:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ: قال الله تعالیٰ احب عبادی الیَّ اعجلهم فطرا۔(٢٢)

(رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجه)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند وہ ہے جوان میں فطری طور پر بہت زیادہ جلدی کرنے والا ہے۔

﴿حدیث نمبر۲۳:﴾

عن معاذ رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ ! المتحابون فی جلالی لهم منابر من نوریغبطهم النبیون والشهداء۔(٢٣)

(رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے رویت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے جلال میں باہم محبت کرنے والوں کے لئے نور کے ایسے منبر ہیں کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

﴿حدیث نمبر۲۴:﴾

عن ابی امامة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ! احب ما تعبدنی به عبدی الی النصح لی۔(٢٤)

(رواه احمد بسند حسن)

ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کی وہ عبادت سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں جو وہ میری راہ کی طرف نصیحت کرکے کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۲۵:﴾

عن معاذ رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ!

وجبت محبّتی للمتحابین فِیِ و المتجالسین فِیّ والمتباذلین فِیَّ و المتزاورین فِیَّ۔(٢٥)

(رواہ احمد بسند صحیح و الطبرانی و الحاکم و البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری راہ میں باہم محبت کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔ اور میری راہ میں بیٹھنے والوں کے لئے میری محبت واجب اور میری راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔ اور میری راہ میں ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر٢٦:﴾

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ : قال الله تعالیٰ ایّما عبد من عبادی یخرج مجاهدا فی سبیلی ابتغاء مرضاتی ضمنت له ان ارجعته بما اصاب من اجراو غنیمة و ان قبضته ان اغفرله وارحمه و اُدخله الجنة۔(٢٦)

(رواہ احمد بسند صحیح والنسائی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب جب میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری رضا کو حاصل کرنے کے لئے میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلتا ہے تو میں اس کو ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں اسکو صحیح سالم لوٹا دوں تو اجر یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اگر اس کی جان لے لوں تو اس کو بخش دونگا اور اس پر رحم فرماؤنگا اور اسکو جنت میں داخل کرونگا۔

﴿حدیث نمبر۲۷:﴾

عن ابی قتادة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالیٰ افترضت علی امتك خمس صلوات و عهدت عندی عهدا انه من حافظ علیهن لوقتهن ادخلته الجنة و من لم یحافظ علیهن فلا عهد له عندی۔(۲۷)

(راوه ابن ماجه بسند حسن)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اور اپنے نزدیک ایک عہد لیا ہے کہ جس نے نمازوں کی ان کے وقتوں کے ساتھ محافظت کی میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔اور جس نے ان کی حفاظت نہ کی تو اس کا میرے پاس کوئی عہد نہیں۔

﴿حدیث نمبر۲۸:﴾

عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم : قال الله تعالیٰ لعیسیٰ یا عیسیٰ انی باعث من بعدك امة ان اصابهم ما یحبون۔ حمد وا و شکروا و ان اصابهم مایکرهون صبروا واحتسبوا و لا حلم ولا علم قال یا رب کیف لهم ولا حلم ولاعلم قال اعطیهم من حلمی وعلمی۔(۲۸)

(رواه احمد و الطبرانی بسند صحیح فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اے عیسیٰ ! میں تمہارے بعد ایک ایسی امت بھیجوں گا کہ اگر اس کو کوئی پسندیدہ چیز پہونچے تو وہ حمد وثنا کرتے ہوئے میرا شکر بجالائیں گے اور اگر ان کو کوئی ناپسندیدہ شئی پہنچے تو صبر کریں گے۔ اور اپنا احتساب ومحاسبہ کریں گے حالاں کہ ان کے پاس ان کا ذاتی کوئی حلم اور کوئی ذاتی علم نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کیسے ان کے لئے حلم اور علم نہ ہوگا ؟۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ان کو اپنا حلم اور اپنا علم عطا کرونگا۔

﴿حدیث نمبر۲۹:﴾

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال الله تعالیٰ من علم انی ذو قدرة علی مغفرة الذنوب غفرت له ولا ابالی مالم یشرك بی شیئا۔(۲۹)

(رواه الطبرانی بسند صحیح و الحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے یہ جان لیا کہ بے شک میں گناہوں کو بخشنے پر قادر ہوں تو اس کو بخش دونگا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

﴿حدیث نمبر۳۰:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال الله تعالیٰ ! اذا بتلیت عبدی المومن فلم یشکنی الی عواده اطلقته من اساری ثم ابدلته لحما خیرا من لحمه ودما خیرا من دمه ثم یستانف العمل۔(۳۰)

(رواه الحاکم بسند صحیح و البیهقی فی "شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندۂ مومن کوکسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں پھروہ اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کو اپنی قید سے آزاد کردیتا ہوں اور اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں پھر وہ بندہ ازسرنو عمل کرنے لگتا ہے۔

﴿حدیث نمبر۳۱:﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انك مادعوتنی و رجوتنی غفرت لك علی ماکان منك ولا ابالی ،یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفر تنی غفرت لك ولا ابالی، یا ابن آدم لو انك آتیتنی بقراب الارض خطایا ثم یقتنی لا تشرك شیئا بی لاتیتك بقرابها مغفرة۔(۳۱)

(رواہ الترمذی بسند صحیح)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو جب جب مجھے پکارے گا اور جب جب میری طرف رجوع کرے گا میں تجھے بخش دونگا اور تیرے گناہ معاف کردوں گا اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کے برابر ہوجائیں پھر تو مجھ سے طلب کرے تب بھی میں تیرے گناہ معاف کردونگا اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس اتنی خطاؤں کے ساتھ آئے جس سے

روئے زمین بھر جائے اوراس حال میں مجھ سے ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تو میں تیرے زمین بھر کے سارے گناہ معاف کردوں گا۔

﴿حدیث نمبر۳۲:﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ربکم لو ان عبادی اطاعونی لا سقیتم المطر باللیل و لا طلعت علیھم الشمس بالنھار ولما اسمعتھم صوت الرعد۔(۳۲)

(رواہ احمد بسند صحیح و الحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ضرور ان کو رات میں بارش سے سیراب کرونگا اور دن میں ان پر سورج طلوع کرونگا اور ہرگز کبھی ان کو رعد اور بجلی کی آواز نہیں سناؤں گا۔

﴿حدیث نمبر۳۳:﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ربکم: انا اھل اتقی فلا یجعل معی اللہ فمن اتقی ان یجعل معی الٰھاً فانا اھل ان اغفرله۔(۳۳)

(رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه و الحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تمہارے رب نے فرمایا میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ تو جو شخص میرے ساتھ کسی جھوٹے خدا کو شریک ٹھہرانے سے ڈرا تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ اس کی بخشش فرمادوں۔

﴿حدیث نمبر۳۴:﴾

عـن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم : قـال الـلـه تـعـالیٰ یا ابن آدم صل لی اربع رکعات من اول النهار اکفك آخره۔ (٣٤)

(رواه الترمذی بسند صحیح)

ترجمہ:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو دن کے آغاز میں میرے لئے چار رکعت نماز پڑھ میں دن کے آخری حصہ میں تیرے لئے کافی رہوں گا۔

﴿حدیث نمبر۳۵:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ! ان الـلـه تـعـالـیٰ یقول یا ابن آدم تفرَّغ لعبادتی املأ صدرك غنی واسدُّ فقرك وا ن لم تفعل مَلَأْت یدك شغلا ولم اسد فقرك۔(٣٥)

(رواه احمد و الترمذی و ابن ماجه و الحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: بےشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے ابن آدم میری عبادت کیلئے خالی اور فارغ ہوجامیں تیرے سینے کو غنا سے بھردونگا۔اور تیری غربت کو روک دونگا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دونگا اور تیری غربت کو نہیں روکوں گا۔

﴿حدیث نمبر۳۶:﴾

عـن ابـی سعید رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم

ان اللـه تعالیٰ یقول : ان عبدا اصححت له جسمه و وسعت علیه فی معیشته تمضی علیه خمسة اعوام لا یفد اِلَیَّ لمحروم۔(۳٦)

(رواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ و ابن حبان بسند صحیح)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک کوئی بھی بندہ جس کو میں نے صحت بخشی جسم عطا کیا اوراس کی معیشت میں وسعت عطا کی پھراس پر پانچ سال ایسے گزرے کہ میرے گھر کی زیارت کونہیں آیا وہ میری رحمت سے محروم ہے۔

﴿حدیث نمبر۳۷:﴾

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ :
ان اللـه تعالیٰ یقول انا مع عبدی ماذکر نی و تحرکت بی شفتاه۔(۳۷)

(رواہ احمد و ابن ماجه و الحاکم بسند صحیح)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں ۔ جب جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اپنے دونوں ہونٹوں کو ہلاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر۳۸:﴾

عن ابی سعید رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ :
ان الله تعالیٰ یقول لاهل الجنة! ای اهل الجنة فیقولون لبیك ربنا و سعدیك فیقول هل رضیتم؟ فیقولون ومالنا لا نرضی وقد

اعطیتنا مالم تعط احداً من خلقك فیقول الا اعطیکم افضل من ذالك۔ فیقولون یا رب و ایُّ شئیٍ افضل من ذالك فیقول! احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعده ابدا۔(٣٨)

(رواه احمد و الشیخان و الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ارشادفرمائیگا۔اے جنتیو! تو اہل جنت عرض کریں گے لبیک وسعدیک (ہم تیری بارگاہ میں سعادت مندی کے ساتھ حاضر ہیں)اے ہمارے رب۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشادفرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو؟ تو اہل جنت عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تجھ سے کیوں راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ عطا کیا ہے جو اپنی مخلوق میں کسی کو عطانہیں کیا تب رب ارشادفرمائے گا کیا میں تم کو اس سے افضل چیز نہ عطا کردوں؟ تو اہل جنت عرض کریں گے اے رب۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی چیز ہے؟ تو رب فرمائے گا: آج میں نے تم کو اپنی رضاوخوشنودی عطافرمادی تو پھر اس کے بعداب کبھی بھی میں تم سے ناراض نہ ہوؤں گا۔

﴿حدیث نمبر٣٩:﴾

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ! ان الله تعالیٰ یقول! لاهون اهل النار عذابا لوان لك مافی الارض من شئی کنت تفتدی به قال نعم! قال فقد سئلتك ما هو اهون من هذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرك بی فابیت الا الشرك۔ (٣٩)

(رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے سب سے ہلکے عذاب کے بارے میں فرماتا ہے کہ اگر تم روئے زمین کی ساری چیزوں کے مالک ہوجاؤ اور سب سے ہلکے اس عذاب سے جھٹکارے کے لئے تمہاری مملوکہ دنیا کو تم سے مانگا جائے تو ضرور اس کو دیکر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہوگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس سے بھی ہلکی چیز مانگی تھی تجھ سے جس وقت تو آدم کی پیٹھ میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا مگر تو نے دنیا میں آنے کے بعد میرا شریک ٹھہرایا۔

﴿حدیث نمبر۴۰:﴾

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله تعالیٰ يقول: يوم القيامة اين المتحابون لجلالی اليوم اظلهم فی ظلی يوم لا ظل الا ظلی۔(٤٠)

(رواه احمد و مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے ان کو میں اس دن اپنے سایہ رحمت میں رکھونگا کہ جس دن میرے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

نـــــوٹ:۔

ان تمام احادیث کریمہ کی تخریج اور مآخذ ومراجع کی تفصیل اگلے صفحہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج اربعین الأحادیث القدسیه



هذا حديث صحيح، اخرجه البخاری فی "خلق افعال العباد" (١٣٢) مسلم (١/ ٢٩٦-عبد الباقی)، و ابو عوانة (٢/ ١٢٦)،و ابو داؤد (٨٢١ و ابن خزيمة (ج١/ رقم ٥٠٢)، و ابن حبان (٣/ ٢٠٥-٢٠٦/ ١٧٧٥) و الطحاوی فی "الشرح" (٢١٥٨)، وفی "المشكل" (٢/ ٢٣)، والبيهقی (٢/ ٣٩، ١٦٦) وفی "الشعب" (ج٥/رقم ٢١٤٦)، وا بن الجوزی فی "التحقيق" (رقم ٤٩٣) و ابن النحاس فی "القطع والائتناف" (ص ١٠١-١٠٢)، والبغوی فی "شرح السنة" (٣/ ٤٧)، و فی "تفسيره" (١/ ٤٣)والاصبيانی فی "الترغيب" (٨٠٠) جميعا من طريق مالك، و هو فی "موطئه" (١/ ٨٤- ٨٥/ ٣٩) من طريق العلاء بن عبد الرحمن،انه سمع ابا السائب مولی هشام بن زهرة، يقول: سمعت ابا هريرةيقول: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ومن صلی صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن، فهی خداج، هی خداج۔ هی خداج۔ غير تمام۔

فقلت: یا ابا هریرة! انی احیانا اکون وراء الامام، فغمز ذراعی، وقال: اقرأ بها یا فارسی فی نفسك ! انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: یقول الله عزوجل: قسمت الصلاة بینی و بین عبدی. الحدیث.

وتابع مالکا علیه ابن جریح، اخبرنی العلاء به.اخرجه البخاری فی "جزء القراءة(۷۵) ، ومسلم (۱/۲۹۷)، و ابو عوانة (۲/۱۲۷)، و ابن ماجة (۸۳۸)، و احمد (۲/۲۸۵) و ابن خزیمة (ج۱/رقم ۴۸۹)، و الحکیم الترمذی فی " النوادر" (ج۳/ ق ۲/۲۰۱)،وعبد الرزاق (۲۷۶۷)، وابن ابی شیبة (۱/۳۶۰)، وتابعه محمد بن اسحاق بن یسار، عن العلاء.

اخرجه البخاری فی "جزء القراءة" (۷۳)، و ابن جریر (۱/۸۶) و البیهقی فی "القراءة" (۵۷) و کذالك تابعهم الولید بن کثیر.

اخرجه ابن جریر (۱/۸۶)، والبیهقی (۲/۱۶۶)- ۱۶۷)، و فی "جزء القراءة" (۵۴) ولکن خالفهم جماعة، منهم: "سفیان بن عینیة، و عبد العزیز بن محمد الوراوردی، و العمری و اسماعیل بن جعفر، و محمد بن یزید البصری، وجهضم بن عبد الله، فرووه عن العلاء بن عبد الرحمن، عن ابیه، عن ابی هریرة. فصار شیخ العلاء وه "اباه" بدل " ابی السائب" .

اخرجه مسلم (۳۹۵)، و الحمیدی (۹۷۳)، ۹۷۴)، و ابن ابی حاتم فی "تفسیره"(۲۳) مختصرا، و ابن حبان (۳/۲۱۴)، و الحکیم الترمذی فی "نوادر الاصول" (ج۳/ق ۲۰۱/۱-۲)، و

البيهقى (۲/۳۸، ۱٦٦-۱٦۷)۔ من طرق عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه، عن ابى هريرة۔ قال الترمذى: " هذا حديث حسن"

وتابعهم ابن سمعان، فرواه عن العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، عن ابى هريرة فذكره بمثل حديث مالك، لكن قال فيه:

"قال الله عزوجل: انى قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين، فنصفُها له، يقول عبدى: اذا افتتح الصلاة بسم الله الرحمن الرحيم فيذكرنى عبدى، ثم يقول: الحمد لله رب العالمين، فاقول: حمدنى عبدى: "الحديث" اخرجه الدار قطنى (۱/۳۱۲) وقال:

"روى هذا الحديث جماعة من الثقات عن العلاء بن عبد الرحمن، منهم: مالك بن انس، وابن جريج، وروح بن القاسم، و ابن عيينة، و ابن عجلان، و الحسن بن الحر، و ابو اويس وغيرهم على اختلاف منهم فى الاسناد، و اتفاق منهم على المتن، فلم يذكر احد منهم فى حديثه: "بسم الله الرحمن الرحيم"، و اتفاقهم على خلاف ماروى ابن سمعان اولى بالصواب۔ و ابن سمعان هو عبد الله بن زياد بن سمعان، متروك الحديث"۔ اھ۔

قلت: و اختلاف مالك وابن عيينة فى اسناده ليس بقادح بل هو اختلاف تنوع، وقد جمعهما اسماعيل بن ابى اويس فى نسق واحد لكنه اختصر الحديث۔

اخرجه مسلم (۱/۲۹۷۔ عبد الباقى)، و ابو عوانة (۱/۱۲۷)، و الترمذى (۵/۲۰۲ حلبى)، و البيهقى(۲/۳۸، ۳۷۵)من طريق

اسـمـاعیـل بـن ابـی اویس، عن ابیه، عن العلاء بن عبد الرحمن، قـال: حـدثـنـی ابـی و ابـو السـائـب مولی هشام بن زهرة، و کانا جـلیسیـن الابی هریرة، عن ابی هریرة مرفوعا: " من صلی صلاة لـم یـقـرأ فیهـا بـام القرآن فهی خداج غیر تمام" ولیس فی حدیث اسماعیل اکثر من هذا۔

قـال التـرمـذی: "سـالـت ابـا زرعة عـن هـذا الـحـدیث فقال: کلا الـحـدیثیـن صحیح، واحتج بحدیث ابن ابی اویس، عن ابیه عن العلاء۔ و کذا قال احمد۔ کما فی "مسائل ابی داؤد" (ص ٣١٢)

وقـال الـحـکیم الترمذی فی "نوادر الاصول" (ج٣/ ق ٢/٢٠١): "فالحدیث صحیح من کلا الوجهین، کان العلاء سمعه من ابیه عن ابی هـریـرـة، و سـمـعه من ابی السائب وهو عبد الله بن السائب الـجهـنـی عـن ابـی هریرة۔ فمرة رواه عن ابیه ومرة رواه عن ابی السائب" اهـ۔

وفی الباب عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما:

اخرجه الطبری فی "تفسیره" (٨٦/١) و الفظ له، وابن ابی حاتم (رقم١٩)، و الاسماعیل فی " معجمه" (ج٢/ ق/٨٠/ ١-٢)، وعن السهـمـی فـی "تاریخ جرجان" (ص ١٨٥) والحکیم الترمذی فی " نـوادر الاصـول" (ج٣/ ق ٢٠١/ ٢-٢٠٢/ ١) مـن طـریق زید بن الـحبـاب، قـال: حـدثنا عنبسة بن سعید، عن مطرف بن طریف، عـن سـعد بن اسحاق بن عجرة، عن جابر بن عبد الله مرفوعا: " قـال الله عزوجل: قسمت الصلاة بینی و بین عبدی نصفین، و له

ماسأل۔" فاذا قال العبد: الحمد لله رب العالمین، قال الله: "حمدنی عبدی"۔
واذا قال: الرحمن الرحیم۔ قال: "اثنی علی عبدی"
واذا قال: مال یوم الدین۔ قال: "مجدنی عبدی"
قال: هذا لی، وله مابقی"۔
ووقع عند الاسماعیل: واذا قال: ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ قال: "مجدنی عبدی، و له ماسأل وله مابقی"۔
وعزاه ابن کثیر الاحمد وقال(۱/۱۳)۔
"غریب من هذا الوجد"۔
قال الشیخ ابو الاشبال رحمه الله فی تعلیقه علی "تفسیر الطبری" (۱/۲۰۱): "هذا اسناد جید صحیح" ثم نقل قول ابن کثیر وقال: "ولعله یرید انه لم یروه احد من حدیث جابر الا بهذا الاسناد، ولیس من ذالك باس، و قد ثبت معناه من حدیث ابی هریرة، فهو شاهد قوی لصحته،" اه۔
وفی الباب عن ابی عباس،
اخرجه البیهقی فی "ا لشعب" (ج٥/ رقم ٢١٤٧) بسند ضعف جدا ذکرته فی" النافلة" (٢١٠) و الحمد لله۔



هذا حدیث صحیح،اخرجه البخاری (۸/۷۳۹۔ فتح)، و النسائی (۱۱۲/٤)، و احمد (۲/۳۹۳۔ ۳۹٤)، وابن ابی عاصم فی "السنة" (٦٩٣)، من طرق عن ابی الزناد، عنا لاعرج، عن ابی

هریرة مرفوعا به۔
ورواه عن ابی الزناد: " سفیان، و ابن عجلان، وشعب بن ابی حمزة" و اخرجه البخاری (٨/ ٧٣٩)، و احمد (٢/ ٢١٧) و الاصبهانی فی " الترغیب" (٨٤) و البغوی فی " شرح السنة" (١/ ٨١) من طریق عبد الرزاق وهو فی " تفسیره" (ق ١١٣/ ١) ،عن معمر، عن همام بن منه، عن ابی هریرة به۔
اخرجه احمد (٢/ ٣٥٠۔ ٣٥١) من طریق ابن لهیعة، حدثنا ابو یونس، عن ابی هریرة به۔ و سنده حسن فی المتابعات۔ وله شاهد من حدیث ابن عباس بنحوه۔
اخرجه البخاری (٨/ ١٦٨)، و الطبرانی فی " الکبیر" (ج١٠/ رقم ١٠٧٥١) من طریق شعیب بن ابی حمزة، عن ابن ابی حسین، عن نافع بن جبیر، عن ابن عباس۔



هذا حدیث صحیح،اخرجه البخاری (٨/ ٥٧٤ و ١٠/ ٥٦٤ و ١٣/ ٤٦٤ فتح) وفی " الادب" (٧٦٩، ٧٧٠)، و مسلم (٢٢٤٦)، و ابو داؤد (٥٢٧٤) ، و احمد (٢/ ٢٣٨، ٢٧٢،٢٧٥،٣١٨)، و الحمیدی (١٠٩٦) والطبرانی فی "تفسیره" (٢٥/ ٩٢)، و ابن حبان (٧/ ٤٨٨)، والحاکم (٢/ ٤٥٣) وابن عدی فی "الکامل" (٦/ ٢٠٧٧)،و البیهقی فی "الکبری" (٣/ ٣٦٥)، وفی "الاسماء" (٣٢١)، و البغوی فی "شرح السنة" (١٢/ ٣٥٩)، والقضاعی فی " مسند الشهاب"

(٩٢١) من طرق عن ابی هريرة بالفاظ متنوعة، وقد فصلت اسانيده و بينت الفاظه فی " الهدية بشرح صحيح الاحاديث القدسية" يسر الله اتمامه بخير۔



هذا حديث صحيح،اخرجه البخاری فی "الادب" (٥١٧) وفی "خلق الافعال" (٤٣١) و مسلم (٢٤/٢٥٦٩) و ابن حبان (ج٩/رقم ٧٣٢٢)، و ابو عوانه فی " البر والصلة" من طريق حماد بن سلمة، عن ثابت، عن ابی رافع، عن ابی هريرة مرفوعا به۔

و اخرجه احمد (٢/ ٤٠٤) من طريق ابن لهيعة، عن عبيد الله بن ابی جعفر، عن سعيد بن ابی سعيد، عن ابيه، عن ابی هريرة، عن النبی صلی الله علیه وسلم عن الله عزوجل انه قال: مرضت فلم يعدنی ابن آدم، و ظمئت فلم يسقنی ابن آدم۔ فقلت: اتمرض يا رب؟! قال: يمرض العبد من عبادی ممن فی الارض، فلا يعاد۔ فلو عاده كان ما يعوده لی، و يظمافی الارض، فلايسقی، فلوسقی كان ماسقاه لی۔



هذا حديث صحيح،اخرجه البخاری (١٠/ ١٦١۔ فتح) وفی "الادب المفرد"(٥٣٤)، و الترمذی (٢٤٠٠)، و احمد (٣/ ١٤٤، ١٥٦، ٢٨٣)، وعبد بن حميد فی " المنتخب" (١٢٢٧، ١٢٢٨)، و ابو يعلی (٦/ ٣٧٥) (٧/ ٢١٥، ٢٦٨)، والطبرانی فی " الاوسط" (٢٥٢)، و فی " الصغير" (٣٩٨)، و ابن عدی فی "

الکامل" (٣/ ١٢٣٨)، و البیهقی (٣/ ٣٧٥)، و البغوی فی " شرح السنة" (٥/ ٢٣٨)من طرق عن انس۔
وفی الباب عن جماعة من الصحابة، منهم۔
١۔ ابو هريرة رضی الله عنه۔
اخرجه النسائی فی " الاطراف" (١١ /٩/ ٣٧٢) الترمذی (٢٤٠١) و صححه، و الداری (٢/ ٢٣١)۔ ٢٣٢)، وا حمد (٢/ ٢٦٥)، و الطبرانی فی " الاوسط" (١٧٩) و ابن حبان (٧٠٧)، و ابن عدی فی " الکامل" (٢/ ٧١١) و ابو نعيم فی " اخبار اصبهان" (٢/ ٢٨١) و فی " الحلية" (٦/ ١٠٣)۔
٢۔ العرياض بن سارية رضی الله عنه۔
اخرجه ابن حبان (رقم ٧٠٦) ، والبخاری فی " التاريخ الکبير" (٤/ ٢/ ٤١٢)، و يعقوب بن سفيان فی" التاريخ" (٢/ ٣٤٨) والبزار(٧٧١)، و الطبرانی فی " مسند الثامين" (ق ٢٢٩، ٢٥١) ، وابو نعيم فی " الحلية" (٦/ ١٠٣)
٣۔ ابو امامة رضی الله عنه۔
اخرجه احمد (٥/ ٢٥٨) و البخاری فی " الادب المفرد" (٥٣٥)، و الطبرانی فی " الکبير" (٨/ ١٢٣، ٢٢٥، ٢٢٦) و انظر 'المجمع" (٢/ ٢٠٨)
٤۔ شداد بن اوس رضی الله عنه۔
اخرجه احمد (٤/ ٢٣)
٥۔ ابن عباس رضی الله عنه۔

اخــرجـــه ابــن حبـان (۴/ ۲۵۷)، و الـطبـرانـی فـی "الـكبيـر" (۵۴/۱۲) ، وابو يعلی (۲۵۲/۴)

۶۔جرير بن عبد الله رضی الله عنه۔

اخرجه الطبرانی فی " الكبير"۔كما فی " المجمع"(۲/ ۳۰۹)

۷۔ زيد بن ارقم رضی الله عنه۔

اخـرجـه البـخاری فی " الادب المفرد"(۵۳۲) والبزار (۷۷۰)۔ و اخــرجـــه احـمـد (۳/ ۱۵۵۔ ۱۴۶۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱) عن انـس وفيـه عيادة النبی صَلیَ اللہ علیہ وسلم لزيد بن ارقم۔

۸۔بريدة بن الحصيب۔ رضی الله عنه۔

اخرجه البزار (۷۶۹) بسند واه، فيه جابر الجعفی



هـذا حـديـث صـحيـح،اخرجه احمد (۱۲۳/۴)، و الطبرانی فی " الـكبيـر" (ج۷/رقم ۷۱۳۶)، وفی " مسند الشامين" (ق ۱۶۶)، و ابـو نـعيـم فی " الحلية (۳۰۹/۹)۔ ۳۱۰) من طرق عن اسماعيل بـن عيـاش، عـن راشـد بن داؤد الصنعانی، عن ابی الاشعث، انه راح الـی مسـجـد دمشـق، و هـجـر بالروح، فلقی شداد بن اوس و الـصـنابحی معه۔ قلت: اين تريدان يرحمكما الله؟ قالا: نريد ههنا الـی اخ لـنـا مريض نعوده۔ فانطلقت معهما حتی دخلا عليه، فقالا لـه: كيف اصبـحـت؟ قـال: اصبحت بنعمة وفضل، فقال له شداد: ابشـر بـكـفـارات السيـئات وحط الخطايا، انی سمعت رسول الله صَلیَ اللہ علیہ وسلم يقول۔ فذكره۔

قلت: وهذا سند جيد۔

واسماعيل بن عياش اذا روى عن اهل الشام فصحيح كما قال احمد و البخارى وغيرهما، وهذا منها۔

وراشد بن داود لا بأس به وهو من صنعاء " دمشق " لا " اليمن "، وكان الهيشمى رحمه الله لم يفطن الى هذا فقال فى " المجمع " (۲/ ۳۰۳۔۳۰٤)

'رواه احمد و الطبرانى فى " الكبير " و " الاوسط " كلهم من رواية اسماعيل بن عياش عن راشد الصنعانى وهو ضعيف فى غير الشامين " اھ۔

و الحديث عزاه الزبيدى فى " شرح الاحياء " للحاكم و ابى يعلى وللحديث شواهد ذكرتها فى " الهدية "



اسناد ضعيف،اخرجه الترمذى (۲۰۸۸)، و ابن ماجة (۳٤۷۰)، و احمد (۲/ ٤٤۰) و ابن ابى شية فى " المصنف " (۳/ ۲۲۹) وهناد فى " الزهد " (۳۹۱)، و ابن ابى الدنيا فى " المرض والكفارات " (ق ۱۵۹/ ۲)، و الطبرانى فى " مسند الشامين " (ق ۷۸)، و ابن السنى فى " اليوم الليلة " (٥٤٦)والاصبهانى فى " الترغيب " (٥٤۷)، و الحاكم (۱/ ۳٤٥) والبيهقى فى " الشعب " (۹۸٤٤)، و ابو نعيم فى " الحلية " (٦/ ۸٦) و ابن بلبان فى " المقاصد " (رقم ۸٥)، عن ابى صالح الاشعرى، عن ابى هريرة۔ فذكره۔

قال الحاكم:

"هذا حديث صحيح الاسناد" و واقفه الذهبی۔

قلت: كذاء و ظاهر الاسناد الصحة، ولكنه معل، ولم ينتبه شيخنا۔ ايده الله۔ لها، فصححه فی " الصحيحة" (٥٥٧)

وهذه العلة تتلخص فی ان ابا اسامة انما يروی عن عبد الرحمن بن يزيد بن تميم وهو ضعيف، فكان يخطیء فيقول: عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ولم يلقه كما نصوا علی ذالك۔

قال موسیٰ بن هارون:

" روی ابو اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، وكان ذالك وهما منه، هو لم يلق ابن جابر، و انما لقی ابن تميم فظن انه ابن جابر، وابن جابر ثقة، و ابن تميم ضعيف"

قال يعقوب بن سفيان:

" قال محمد بن عبد الله بن نمير: روی ابو اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، و نری انه ليس بابن جابر المعروف، وذكر لی انه رجل يسمی باسمه"۔

قال يعقوب:

" صدق، هو ابن تميم۔ قال يعقوب: وكانی رايت ابن نمير يتهم ابا اسامة انه علم ذالك و تغافل"۔

وقال ابن ابی حاتم فی " الجرح و التعديل" (٢/٢/٣٠٠): " سألت محمد بن عبد الرحمن ابن اخی حسين الجعفی عن عبد الرحمن بن يزيد فقال: قدم الكوفة عبد الرحمن بن يزيد بن تميم،

و عبد الرحمن بن يزيد بن جابر بعد ذالك بدهر، فالذی یحدث عنه ابو اسامة ليس هو ابن جابر، هو عبد الرحمن بن يزيد بن تمیم"۔

وقال ابو داود:

" عبد الرحمن بن يزيد بن تميم متروك، حدث عنه ابو اسامة، و غلط فی اسمه، و کلما جاء: عن ابی اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد، فانما هو ابن تمیم"۔

وقال ابو بكر بن ابی داود:

" سمعت ابا اسامة عن ابن المبارك، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر الدمشقی، عن مکحول، قلما قدم ابن تمیم الكوفة، قال: انا عبد الرحمن بن يزيد الدمشقی، وحدث عن مکحول، فظن ابو اسامة انه ابن جابر، و ابن جابر ثقة مامون، و ابن تمیم ضعیف"۔ اھ۔

لقت: فظاهر من كلام هؤلاء النقاد ان الواقع فی السند هو" عبد الرحمن بن يزيد بن تمیم"، و ان وقع فی السند " ابن جابر"، فلا یعتد بذالك لوهم ابی اسامة فيه۔

ومما يدل على ذالك ان ابا المغيره رواه عن عبد الرحمن بن يزيد بن تمیم، عن اسماعيل بن عبيد، عن ابی صالح الاشعری، عن ابی هریرة۔

اخرجه ابن جرير فی " تفسيره" (١٦/ ٨٣۔ ٨٤)، و ابن السنی (٥٤٧)، و ابن عساكر وفی " تاريخه" (١٩/ ٤٠/ ١)۔ کما فی "

الصحيحة"

و ابو المغيرة هو عبد القدوس بن الحجاج الخولانی، وهو ثقة مامون وقد ساق ابن عساكر وفی ترجمة ابن تميم (١٠/ ٢٤٢۔ ٢٤٥) نقولا اخرى تدل على وهم ابی اسامة فيه۔

ولذالك قال الحافظ ابن كثير فی " تفسيره" (٥/ ٢٥٠): " غريب و قد اختلف فی اسناده ومتنه۔

فرواه محمد بن مطرف ابو غسان، عن ابی حصين، عن ابی صالح الاشعری، عن ابی امامة، مرفوعا: " الحمی من كير جهنم، فما اصاب المومن منها كان حظه من النار"۔

اخرجه احمد (٥/ ٢٥٢، ٢٦٣)، و ابن ابی الدنيا فی " المرض و الكفارات" ٠ق ١٦٢/ ٢) و الطبرانی فی " الكبير" (ج٨/ رقم ٧٤٦٨)، والطحاوی فی " المشكل" (٣/ ٦٨)، و ابو بكر الشافعی فی " الغلانيات" (ق ١١٢/ ٢)۔

قال المنذری فی " الترغيب" (٤/ ٣٠٠):

"رواه احمد باسناد لا بأس به"!

كذا! وفيه نظر، لان ابا حصين هو الفلسطينی، قال الحافظ ابن حجر: "مجهول" وهو كذالك، فلم يروعنه الا ابو غسان كما صرح بذالك الذهبی فی " الميزان"، و الهيشمی فی " المجمع" (٢/ ٣٠٥)۔

وقال الحافظ العراقی۔ رحمه الله۔ فی " تخريج الاحياء" (٤/ ١٤٨):

" اخرجه احمد من رواية ابی صالح الاشعری عن ابی امامة، و ابو صالح لا يعرف، ولا يعرف اسمه"۔ اھ۔
كـذا! و يـظهـر انـه فـرق بيـن ابـی صـالھ الاشعری الشامی، و ابی صـالـح الاشـعری ويقال الانصاری، وهما واحد، وقد قال فيه ابو حـاتـم الـرازی: " لابـأس بـه"۔كـما فی "الجرح والتعديل" (۲/٤/ ۳۹۲)۔
ولـكـن لحديث ابی امامة شواهد اخری صحيحة، فالذی يصح هو نسبة الـحـديـث الی النبی صلی الله علیه وسلم، واما لله عزوجل ففيه نظر۔ والله اعلم۔



قـال الـمـنذری فی " الترغيب" (۲۹۷/٤): "ذكره رزين، ولم اره" كتـابـا سـمـاه " تـجريد الصحاح الستة" وهی الكتب الستة الا ابن ماجة فانه جعل بدلها " موطأمالك"۔
وقد زاد احاديث كثيرة ليست فی هذه الكتب لا تعرف۔
قـال الشوكانی فی " الفوائد المجموعة" (ص ٤۹) عند كلامه علی حـديـث صلاة الرغائب: " ومما اوجب طول الكلام عليها وقوعها فـی كتـاب رزيـن بـن مـعـاوية الـعبدری، و لقد ادخل فی "كتابه" الـذی جمع فيه بين دواوين الاسلام بلاياو موضوعات لا تعرف، ولا يـدی من اين جاء بها، وذالك خيانة للمسلمين، وقد اخطاء ابن الاثير خطا بينا بذكر ما زاده رزين فی " جامع الاصول" ولم ينبه عـلـی صـحتـه فـی نـفسه الا نـادراً، كقوله بعد ذكر هذه الصلاة ما

لفظه: هذا الحديث مما وجدته فى كتاب رزين، ولم اجده فى واحد من الكتب الستة۔والحديث مطعون فيه" اه۔
ولم يحسن المصنف بوضعه هذا لحديث فى كتابه۔



هذا حديث صحيح،اخرجه الدارمى (٢/ ٢١٤)۔ ٢١٥) ،و احمد (٣/ ٤٩١، ٤/ ١٠٦)، و ابن المبارك فى " الزهد" (٩٠٩)، و ابن حيان (٧١٧، ٧١٨، ٢٣٩٣، ٢٤٦٨)، و الطبرانى فى " الكبير" (ج ٢٢/رقم ٢١٠)، وفى " مسند الشامين" (ق ٢٤٢۔٢٤٣)، و الدولابى فى " الكنى" (٢/ ١٣٧۔١٣٨)، و الحاكم (٤/ ٢٤٠)، وابن ابى الدنيا فى "حسن الظن بالله" (٢)، و عنه البيهقى فى " الاربعون الصغرى" (١٢٤۔ بتحقيقى) من طرق عن هشام بن الغاز، ثنا حيان ابو النضر، قال: قال لى و اثلة بن الاسقع: قلت الى يزيد بن الاسود، فانه قد بلغنى ان الما به۔ قال فقدته، فدخل عليه وهو ثقيل، قد وجه۔ يعنى نحو القبلة۔ وقد ذهب عقلهٗ۔
قال: نادوه۔
فقلت: ان هذا و اثلة اخوك۔
قال فابقى الله من عقله ان و اثلة قد جاء۔ قال: فمد يده فجعل يلتمس بها، فعرفت مايريد، فاخذت كف و اثلة فجعلتها فى كفه، وا نما اراد ان يضع يده فى يد و اثلة ، وذالك لموضع يد و اثلة من رسول الله صَلیَ اللہ علیہ وسلم۔ فجعل يضعها مرة على صدره، و مرة على وجهه، ومرة على فيه۔ فقال واثلة: الاتخبرنى عن شئى اسالك

عنه، کیف ظنك بالله؟

قال اغرقنی ذنوب لی، اشفیتُ علی هلكة، ولكن ارجو رحمة الله فكبرواثلة، و كبر اهل البیت بتكبیره، وقال: الله اكبر، سمعت رسول الله ﷺ یقول. فذكره.

و السیاق لابن ابی الدنیا، وهو عند بعضهم مختصر.

قال الحاكم:

"صحیح الاسناد"

ووافقه الذهبی، وزاد: "علی شرط مسلم"!

كذا! وهو صحیح فقط، كما قال الحاكم. والله اعلم وحیان ابو النصر، و ثقه ابن معین، و ابن حبان (۳/۴۸) وقال ابن ابی حاتم فی "الجرح" (۱/۲/۲۴۵) عن ابیه.

"صالح"

ویرویه ایضا یزید بن عبیدة، عن حیان ابی النضر، قال: خرجت عائدا لیزید بن الاسود، فلقیت و اثلة بن الاسقع، وهو یرید عیادته، فدخلنا علیه، فلما رای و اثلة بسط یده، وجعل یشیر الیه، فاقبل و اثلة حتی جلس، فاخذ یزید بكفی واثلة، فجعلهما علی وجهه. فقال له واثلة: كیف ظنك بالله؟

قال: ظنی بالله. والله!. حسن.

قال: فابشر، فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول: قال الله جل وعلا: انا عند ظن عبدی بی، ان ظن بی خیرا له، و ان ظنّ شراً له "

أخـرجـه ابـن حبان (٧١٦) و اللفظ له، و الطبرانی فی " الكبير"
(ج ٢٢/ رقـم ٢٠٩)، وفی " مسند الشامين" (ق ٢١٩) من طريق
محمد بن المهاجر، وهذا سند صحيح، رجاله ثقات۔
ويـرويـه ويـضا الوليد بن سليمان بن ابی السائب، سمعت حيان
ابا النضر، عن و اثلة۔ فذكره بنحوه، بلفظ هشام بن الغاز۔
اخـرجـه احـمد (٣/ ٤٩١)، و الطبرانی فی " الكبير" (ج ٢٢/ رقم
٢١١)، وفـی "مسـنـد الشـامـين" (ق ١٨٩) مـن طريق الوليد بن
مسـلـم حـدثـنی الوليد بن سليمان يعنی ابن ابی السائب، حدثنی
حيان ابو النضر، عن و اثلة۔
و السياق الاحمد۔
وهذا سند صحيح ايضا۔
ويـرويـه ايـضـا سعيد بن عبد العزيز و هشام بن الغاز انهما سمعا
ابا النضر حيان فذكره بنحوه عن واثلة۔
اخرجه احمد (٣/ ٤٩١) ايضا۔ و سنده صحيح۔
وقد توبع حيان ابو النضر، عليه۔
تـابعه اثنان ممن و قفتُ عليهما:
١۔ يـونــس بـن ميسـرـة بـن حـلبـس، قال: دخلنا علی يزيد بن
الاسـود، فـدخـل عـليـه و اثـلة، فلما نظر اليه مديده، فاخذ بيده
فـمسح بها وجهه وصدره، لانه بايع بها رسول الله ﷺ، فقال له:
يايزيد! كيف ظنك بربك؟
قال: حسن۔

قال: ابشر، فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول: " ان الله تعالیٰ یقول: انا عند ظن عبدی بی، ان خیرا، فخیر، وان شرا، فشر".
اخرجه الطبرانی فی " الاوسط" (۱۰۴۔ مجمع البحرین)، وفی "الکبیر" (ج۲۲/ رقم ۲۱۵) وعنه ابو نعیم فی "الحلیة" (۳۰۲/۹) من طریق عمر و بن واقد، عن یونس به وھذا سند ضعیف جدا،وعمر بن و اقد تالف، ترکه جماعة من النقاد۔
ولکن یشھد للفظ حدیثه روایة یزید بن عبیدة، عن ابی النضر، وقد مرت۔
۲۔ معروف بن عبد الله الخیاط، ابو الخطاب، قال: عاد و اثلة بن الاسقع یزید بن الاسود الجرشی فی قریته، فی مرضه الذی توفی فیه، فجلس عند راسه، فقال له: کیف اصبحت یا یزید؟! فقال له یزید: فی خوف لا انقطاع له۔ ثم اغمی علیه ملیا، ثم فتح عینیه، وقال: ورجاؤه فوق ذالك۔ فقال و اثلة: الله اکبر۔ سمعت رسول الله یقول: "قال الله تعالیٰ: انا عند ظن عبدی بی، فلیظن بی ما احب"
اخرجه ابن عدی فی" الکامل"(۲۳۲۷/۶) وقال: " و معروف الخیاط ھذا، عامة ما یرویه وما ذکرته من احادیث، لا یتابع علیھا" ولینه ابو حاتم الرازی فقال: " لیس بالقوی".
ووثقه ابن حبان۔
وله شاھد من حدیث معاویة بن حیدة مرفوعا۔
" قال الله تعالیٰ: انا عند ظن عبدی بی۔"

اخرجه الطبرانی فی " الکبیر" (ج ۱۹/ رقم ۱۰۰۵) من طریق هشام بن عمار، ثنا مخنیس بن تمیم، عن بهزبن حکیم، عن ابیه، عن جده مرفوعا به و هذا سند ضعیف۔

هشام بن عمار فی حفظه مقال، و مخیس بن تمیم مجهول کما قال ابو حاتم الرازی، علی ما فی " الجرح و التعدیل" (۴/۱/۴۴۲) لولده۔ وله شاهد من حدیث ابی هریرة مرفوعا:

" انا عند ظن عبدی بی و انا معه حین یذکرنی۔ فان ذکرنی فی نفسه زکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملا، زکرته فی ملأ خیر منهم، و ان اقترب الی شبرا، اقترب الیه ذراعا، و ان اقترب الی ذراعا، اقتربت الیه باعا، وان اتانی یمشی، اتیته هرولة"

اخرجه البخاری (۱۳/۳۸۴۔ فتح) وفی " خلق الافعال" (۴۲۵)، و مسلم (۲۶۷۵)، و الترمذی (۳۶۰۳)، و ابن ماجة (۳۸۲۲)، و احمد (۲/۲۰۱، ۴۱۳)، و ابن طهمان فی "مشیختته" (۱۷۴۔۱۷۶)، وابن ابی الدنیا فی " حسن الظن بالله" (ص۔ ۴۰) وابن حبان (ج۲/ رقم ۸۰۸) وابن منده فی " التوحید" (ق ۱/۷۸)، و السهمی فی " تاریخ جرجان"(ص ۵۰۵۔ ۵۰۶)، و البیهقی فی " الاسماء والصفات" (۱/۳۳۵۔ ۳۳۶) وفی الاربعون الصغری" (۴۳۔بتحقیقی)، و ابو نعیم فی " الحلیة" (۸/۱۱۷۔۱۱۸،۹/۲۷)، و البغوی فی " شرح السنة" (۵/۲۴) من طرق عن الاعمش، عن ابی صالح، عن ابی هریرة۔ قال الترمذی:

هذا حدیث حسن صحیح
وله طرق اخری عن ابی هریرة و شواهد عن جماعة من الصحابة ذکرته فی "الهدیة بشرح صحیح الاحادیث القدسیة" یسر الله اتمامه بخیر۔ والحمد لله۔

﴿۱۰﴾

هذا حدیث صحیح،اخرجه البخاری (۸/۵۱۵۔فتح)، ومسلم (۲۸۲٤)، والترمذی (۳۱۹۷) وصححه والحمیدی (۱۱۳۳)، و ابو یعلی (ج۱۱/رقم ۷۲۷٦) والبیهقی فی "البعث" (۱٦۳)، وابن حبان (ج۲/۳٦۹) و ابو نعیم فی "صفة الجنة" (۱۱٤)، عن طریق ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی نعیم فی "صفة الجنة" (۱۱٤)، ع ن طریق ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة فذکره وفی آخره: " ومصداق ذالک فی کتاب الله عزوجل ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون﴾ (السجدة/ ۱۷)
وتابعه عبد الله بن الفضل، عن الاعرج به بدون ذکر الآیة۔
اخرجه الطبرانی فی " مسند الشامین" (ق۱۹) من طریق عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن عبد الله بن الفضل۔
وابن ثوبان صدوق، لکنه تغیر فی آخر حیاته۔
وللحدیث طرق اخری عن ابی هریرة رضی الله عنه، منها:
۱۔ ابو صالح عنه۔
اخرجه البخاری (۸/۵۱٦۵۱۵)،ومسلم(۲۸۲٤)، و ابن ماجة

(٤٣٢٨)، وهنـاد فی "الـزهـد" (١)، و احمد (٤٦٦/٢، ٤٩٥) وابـنـه فـی "زوائـد الـزهـد" (ص ١٩٦)، و ابـن ابـی شیبـه (١٠١/١٣، ١٠٩)، وابـو نـعـیـم فـی "صفة الجنة" (١١١)، و فی "الـحلية" (٢٦/٩)، و البیهـقی فی "الاعتقاد" (ص ١٤٠) وفی "البعث" (١٦٤)، البغوی فی "شرح السنة" (١٠٨/١٥) من طرق عن الاعمش، عن ابی صالح، عن ابی هریرة۔

٢۔ همام بن منبه، عنه

اخـرجـه الـبـخـاری (٤٦٥/١٣۔ فتح)، واحمد (٣١٣/٢) و ابو نـعـیـم فـی "صفة الجنة" (١١٢)، و البغوی (٢٠٦/١٥) عن عبد الـرزاق، و هذا فی "مصنفه" (ج١١/رقم ٢٠٨٧٤)، عن معمر، عن هـمـام ۔ و تـابـعـه ابـن الـمبـارك، انا معمر به۔ اخرجه فی "الزهد" (٢٨٣۔ زوائد نعیم)

٣۔ محمد بن سیرین، عنه

اخـرجـه الـطـبـرانـی فـی "الاوسط" (ج١/ رقم ٢٠٢)، و فـی "الـصـغـیـر" ٢٦/١٠) وعنه ابو نعیم فی "الصفة" (١١٣) من طرق صـدقة بـن عبـد الـلـه، عـن سیعد بن ابی عروبة، عن قتادة، عن محمد بن سیرین به وقال:

"لـم یـروه عـن قتـادة، الا ابن ابی عـروبة، تفرد به صدقة بن عبد الله"۔

قـلـت: هـو السـمین، ضعفوه، وترکه الدارقطنی و غیره ۔ وخولف فیـه سـعیـد و خـالـفـه سلام بن ابی مطیع، فرواه عن قتادة، عن

عقبة بن عبد الغافر عن ابی سعید الخدری مرفوعا به۔
اخرجه ابن عدی فی "الکامل" (١١٥٤/٣)، و ابو نعیم فی "الحلیة" (٢٦٢/٢) وقال: غریب من حدیث قتادة، لم یروه عنه الاسلام" وسلام و ان اثنی علیه بعض العلماء، لکن المناکیر تکثر فی حدیثه عن قتادة خاصة کما صرح بذالك ابن عدی، و هذا منها۔
٤۔ ابو سلمة بن عبد الرحمن، عنه
اخرجه الترمذی (٣٢٩٢) وصححه و ابن ابی شیبة (١٠١/١٣) و الدارمی (٢٤١/٢)، و احمد (٤٣٨/٢) وهناد فی "الزهد" (٢)، و ابو اسحاق الحربی فی "الغریب" (٢/ ٨٤٥)، و الطبری فی "تفسیره" (٦٦/٢١) و البغوی (٢٠٩/١٥) م طریق محمد بن عمرو، عنه۔
٥۔ ابو رافع ، عنه
اخرجه احمد (٣٦٩/٢۔٣٧٠،٤٠٧،٤٦٢) والسیاق له، و المروزی فی " زوائد الزهد" (١٤٥٦)، و ابو یعلی (ج١١/ رقم ٦٤٢٨)، وعنه ابو نعیم فی " صفة الجنة" (٩٧،١١٧) من طریق حماد بن سلمة، عن ثابت البنانی، عن ابی رافع، عن ابی هریرة مرفوعا۔ ولیس منسوبا الی الله عزوجل:۔ ﴿من یدخل الجنة ینعم ولا یباس، لا تبلی ثیابه ولا یفنی شبابه۔ وفی الجنة مالا عین رات، ولا اذن سمعت، ولا خطر علی قلب بشر﴾
ولیست الزیادة الاخیرة عند ابی یعلی۔

وھـذا سـنـد صـحيـح على شرط مسلم، وقد اخرجه (۲۸۳۶) من هذا الوجه بشطره الاول۔

ويشهد لمعنىٰ الحديث عدة احاديث عن بعض الصحابة منها:

۱۔ حديث سهل بن سعد الساعدی، رضی الله عنه

اخـرجـه مسلم (۲۸۲۵/۵)، و احمد (۳۳٤/۵)، و ابن ابی شيبة (۱۰۱/۱۳)، و الـحـاكـم (٤۱۳/۲)، والـطبـرانـی فـی "ا لكبير" (ج۲/ رقـم ۶۶۰۲، ۶۰۰۳) مـن طـريـق ابی حازم، عن سهل بن سـعـد، قال شهدت من رسول الله مجلسا، وصف فيه الجنة، حتی انتهی، ثـم قـال فـی آخـر حـديثـه: "فيها مالا عين رأت، ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر" ثم اقراهذه الآية۔

﴿تتـجـافىٰ جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا و مما رزقنهم ينفقون۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين جزاء بما كانو يعملون﴾ [السجدة: ۱۶،۱۷)

وعند الحاكم:

"قـال ابـو صـخـر۔ راويـه عن ابی حازم۔ قلت للقرظی، فقال: انهم اخـفـو الـلـه عـمـلا، و اخفی لهم ثوابا، فقدموا على الله فقرت تلك الاعين"۔

قال الحاكم:

" صحيح الاسناد" و وافقه الذهبی۔ وهو كما قالا

۲۔ حديث ابن عباس، رضی اله عنهما

اخـرجــه الـطبـرانـی فـی " الـكبيـر" (ج۱۱/رقم ۱۱٤۳۹)، و فی

الاوسط" (ج ۱/رقم ۷٤۲)) و ابو نعیم فی "صفة الجنة" (۱٦) من طریق هشام بن خالد الازرق، ثنا بقیة، حدثنی ابن جریح، عن عطاء، عن ابن عباس مرفوعا: "لما خلق الله جنة عدن، خلق فیها مالا عین رأت، ولا اذن سمعت، ولا خطر علی قلب بشر، ثم قال لها: تکلمی۔ فقالت: قد افلح المومنون"۔

قال الهیشمی (۱۰/۳۹۷):

"رواه الطبرانی فی "اوسط"، و "الکبیر"، و احد اسنادی الطبرانی فی الاوسط جید" اھ۔

وهذ الاسناد معل بعنعنة بقیة و ابن جریح۔

۳۔ ابو سعید الخدری۔ رضی الله عنه۔

اخرجه ابن جریر (۲۱/٦۷) من طریق معلی بن اسد، قال: ثنا سلام بن ابی مطیع، عن قتادة، عن عقبة بن عبد الغافر، عن ابی سعید الخدری عن رسول الله ﷺ فیما یروی عن ربه تبارک وتعالیٰ قال: "اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأی ولا اذن سمت، ولا خطر علی قلب بشر"۔

وفی روایة سلام عن قتادة نکارة کما سبق ذکره و اخرجه ابن عدی و ابو نعیم، "الحلیة و انظر (ص ۳٤)



اسناده ضعیف جدا،اخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (ج ۲۲/ رقم ۸۰۷)، و ابن حبان فی "المجروحین" (۱/ ۳۲۷) و الخطیب فی "التلخیص (۱/۸۱) و ابو نعیم کما فی "الاصابة" (۷/٤٤۸)،

من طریق سعید بن زیاد، حدثنی ابی زیاد بن فائد، عن ابیه فائد بن زیاد، عن جده زیاد بن ابی هند، عن ابی هند الداری فذکره۔

وهذا سند واه۔ وسعید بن زیاد ترکه الازدی۔

وقال ابن حبان:

" لا ادری البلیة ممن هی؟ منه او من ابیه او جده؟!"۔

وقال الحافظ فی " الاصابة" (۷/۴۴۸):

وزیاد بفتح الزای المنقوطة و تشدید التحتانیة وکذا جده۔ وفائد بالفاء، وهو وولده ضعیفان، وقد جاء عنهما عدة احادیث مناکیر" اھ۔

وله شاهد من حدیث انس رضی الله عنه۔

اخرجه البیهقی فی " الشعب" (ج۱ رقم ۱۹۶)، وعنه السمعانی فی "الانساب" (۲/۱۱۳۔۱۱۴) من طریق علی بن یزداد الجرجانی، وکان قد اتی علیه مائة و خمسة و عشرون سنة، قال: سمعت عصام بن اللیث اللیثی۔

السدوسی۔ من بنی مرارة فی البادیة: سمعت انس بن مالك فذکره۔

قال السمعان: " هذا اسناد مظلم لا اصل له"۔

قال السهمی فی " تاریخ جرجان" (۳۰۹۔۳۱۰):

"علی بن یزداد روی عن قوم لا یعرفون، وعن قوم معروفین، مالا یحتملون"۔

وقال الذهبى: " شيخ الابن عدى متهم، روى عن الثقات او ابد"۔
وعصام بن الليث قال الذهبى: " لا يعرف"۔
فالسند ضعيف جدا كما قال شيخنا فى " الضعيفة" (٧٤٧)۔

﴿١٢﴾

هذا حديث صحيح،اخرجه البخارى (٤/١٠٣،١١٨۔ ١٠/ ٣٦٩، ١٠/٤٦٤، ٥١٢)، وفى "خلق الافعال" (٤٢٧۔٤٣٠)، و مسلم (١١٥١)، و النسائى (٤/١٦٢۔١٦٣)، و الترمذى(٧٦٤)، و مالك (١/٣١٠/٥٨)، و احمد (٢/٣٩٣، ٤١٤، ٥١٦)، و الحميدى (١٠١٠)، و ابن ابى شيبة (٣/٥)، و الطيالسى (٢٤٨٥)، و عبد الرزاق (ج٤/ رقم ٧٨٩٣)، و ابن طهمان فى " مشيخته" (١١٦)، و ابن خزيمة (ج٣/رقم ١٨٩٦، ١٨٩٧)، وابن حبان (ج٥/رقم ٣٤١٣، ٣٤١٤،٣٤١٥) والبزار ((ج١/رقم ٩٦٥)، و الطحاوى فى " المشكل" (٤/١١٥، ١١٦)،والدولابى فى" الكنى" (١/١٩٢)، و ابو نعيم فى " الحلية" (٢/٢٧٣)، والاصبهانى فى " الترغيب" (١٧٤٢)، و البيهقى فى" الكبرى" (٤/٢٣٥، ٢٧٣)، وفى "الشعب" (ج٧/رقم ٣٣٠٥، ٣٣٠٦)، و البغوى فى " شرح السنة" (٢٢٣٦)، و الشجرى فى "الامالى" (١/٢٧٥)، من طرق عن ابى هريرة بالفاظ متنوعة، وقد فصلتها فى " بذل الاحسان" و"الهداية"۔
واخرجه مسلم (١١٥١) وعبد بن حميد (٩٢١)، و احمد (٣/٥) عن ابى سعيد و ابى هريرة معا۔

وفی الباب عن عثمان بن ابی العاص۔ رضی الله عنه۔
اخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (ج۹/رقم ۸۳۸۵) بسند ضعیف
وفی الباب عن آخرین ذکرتهم فی المصدر السابق۔

﴿۱۳﴾

هذا حدیث صحیح،اخرجه البخاری (۱۳/ ۴۶۵۔ فتح)، ومسلم (۱۲۸، ۱۲۹)، وابو عوانة (۱/ ۸۳، ۸۴)، و الترمذی (۳۰۷۳)، و احمد (۲/ ۲۳۴، ۲۴۲، ۳۱۵، ۳۱۷، ۴۱۱، ۴۹۸)، وعبد الرزاق (ج ۱۱/ رقم ۲۰۵۵۷)، وابن طهمان فی "مشیخته" (۱۰۴)، و ابن حبان (ج۲/رقم ۳۷۹۔۳۸۴)، و ابو یعلی (ج ۱۱/ رقم ۶۲۸۲، ۶۵۰۰)، و الطحاوی فی "المشکل" (۲/ ۲۵۳)، و ابن مندة فی "الایمان" (۳۷۵، ۳۷۷، ۳۷۸)، و الطبرانی فی "منسد الشامین" (ق۱۷۔۱۸، ۲۱)، والالکابی فی "اصول الاعتقاد" (۱۹۷۴)، و ابو نعیم فی اخبار اصبهانی" (۲/ ۱۱۱، ۲۶۷)، و البیهقی فی "الاسماء و الصفات" (۷۱، ۷۲)، و البغوی فی "شرح السنة" ۱۴۰/ ۳۸) من طرق عن ابی هریرة۔ قال الترمذی: "حسن صحیح"۔

﴿۱۴﴾

هذا حدیث صحیح،اخرجه مالك ۱۰/ ۲۴۰/ ۵)، و البخاری (۱۳/ ۴۶۶۔ فتح)، والنسائی (۴/ ۱۰)، واحمد ۲۰/ ۴۱۸)، وابن حبان (ج ۱/رقم ۳۶۴)، و ابو نعیم فی "اخبار اصبهانی" ۲۰/ ۹۱)، و البغوی فی "شرح السنة" (۵/ ۲۶۲)، والذهبی فی "

تذکرة الحفاظ" ۱۰/۳۵۶) من طریق ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة مرفوعا به۔



هذا حدیث صحیح،اخرجه مسلم (۲۵۷۷/۵۵)، والبخاری فی "الادب المفرد" (۴۹۰)، واحمد (۵/۱۶۰)، و ابن خزیمة فی "التوحید" (۱/۲۱،۲۲)، و ابن حبان فی "صحیحه (ج۲/رقم۶۱۹)، والطیالسی (۴۶۳) ثلاثتهم رووه مختصرا، و ابو عوانة فی "البر و الصلة"، و الطبرانی فی "مسند الشامین" (ق ۴۶)، والحاکم(۴/۲۴۱)، و البیهقی فی "السنن" (۶/۹۳)، و فی "شعب الایمان" (ج۵/ رقم ۷۰۸۸)، وفی "الآداب" (۱۱۶۸)، و عبد الرزاق فی "المصنف" (ج۱۱/رقم ۲۰۲۷۲)، و ابو نعیم فی "المستخرج"۔کما فی "النکت الظراف" (۹/۱۶۹)۔ وفی "الحلیة" (۵/۱۲۵۔۱۲۶)، و الخرائطی فی "مساوی الاخلاق" (۶۳۷، ۶۴۰)، و البغوی فی "شرح السنة" (۵/۷۳۔۷۴)، و ابن بلبان فی "المقاصد السنیة" (۷۸۔۸۱)و النووی فی "الاذکار" (۳۶۷)، ومن طرق عن ابی ذر الغفاری مرفوعا به۔

قال سعید بن عبد العزیز:

"کان ابو ادرسی الخولانی، اذا حدث بهذا الحدیث جثا علی رکبتیه"۔

وقال الامام احمد:

" هذا اشرف حديث الاهل الشام"

وقال الحاكم:

" هذا هدث صحيح على شرط الشيخين۔

قلت: لا، وقدوهم مرتين:

الاولیٰ: لانه ليس على شرط البخارى۔

الثانية: انه استدركه على مسلم وقد اخرجه كما ترى۔

وقال ابو نعيم:

"صحيح ثابت"

وقال ابن بلبان:

" هذا حديث صحيح عال، وهو من اشرف الحديث، لاسيما اهل الشام، خصوصا دمشق۔ تفرد باخراجه مسلم فى " صحيحه " و اخرجه الترمذى (٢٤٩٥)، و ابن ماجه (٤٢٥٧)، واحمد (١٥٤/٥، ١٧٧) و ابن ابى شيبة فى " المصنف " (ج١٠/رقم ٩٦٠٦)، و هناد فى " الشعب " (ج٥/ رقم ٧٠٨٩)، وفى "الصفات" (ص١٢٧، ٢٢٧) من طريقين عن شهر بن حوشب، عن عبد الرحمن بن غنم، عن ابى ذر مرفوعا بنحوه۔ قال الترمذى:

"هذا حديث حسن"

قلت: وقد استوفيت الكلام عليه مع تخريجه و ذكر الفاظه۔ بقدر المكنة۔ فى " الهدية بشرح صحيح الاحاديث القدسية" (رقم ١) يسر الله اتمامه بخرى۔ وهو المستعان۔

﴿۱٦﴾

هـذا حـديـث صـحيـح،اخـرجه مسلم (٤٦/٢٩٨٥)، وابن ماجة (٤٢٠٢)، و احـمد (٣٠١/٢، ٤٣٥)، و الطبرانی فی " الاوسط" (ج١/ ق ٢/١٠- ج٢/ق١٠٦/٢)، وابـو نـعيـم فـی " اخبــار اصبهـانـی" (١٥٥/٢)، و البيهـقی فی "الاربعون الصغری" (٣٨- بتـحـقيـقـی) من طريق العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، عن ابی هريرة مرفوعا به-

و اخـرجه البغوی فی " شرح السنة" (٣٢٤/١٤-٣٢٥) من طريق سعد بن المسيب، و ابی سعيد المقبری، كلاهما عن ابی هريرة-

واخـرجـه ابـو يعلی (ج١١/ رقم ٦٥٥٢) من طريق عمرو، ع ابی سعيد المقبری، عن ابی هريرة مرفوعـا به-

﴿۱٧﴾

هـذا حـديـث صـحيـح،اخـرجـه البخاری (٤٩٧/٩-فتح) و عنـه الاصبهانی فی " الترغيب" (٢٠٤٩)، ومسلم (٣٦/٩٩٣-٣٧)، و احمد (٢٤٢/٢، ٣١٤، ٤٦٣)، و الحميدی (١٠٦٧)، و ابو يعلی (ج١١/ رقـم ٦٢٧) طرق ابی الزنـاد، عن الاعرج، عن ابی هريرة به-

﴿۱٨﴾

هذا حديث صحيح،وله طرق عن ابی هريرة

١-الاعرج، عنه

اخــرجــه الـبـخــاری (٢٨٧/٦ و ٤٠٤/١٣، ٤٤٠ فتـح) و مسلم

(۲۷۵۱/ ۱۴۔۱۵)، واحمد (۲/ ۲۴۲، ۲۵۸، ۲۵۹۔ ۲۶۰، ۳۵۸)، و الحمیدی (۱۱۲۶)، و الاجری فی " الشریعة" (۲۹۰)، و ابن الدنیا فی " حسن الظن باللہ" (۱۳)، و الاسماعیلی فی " معجمہ" (۴۱۔ بتحقیقی)، و البیھقی فی " الاسماء و الصفات" (۲/۱۳۹) من طرق عن ابی الزناد، عن الاعرج۔

۲۔ ابو رافع ، عنہ

اخرجہ البخاری ((۱۳/۵۲۲۔ ۔فتح) و احمد (۲/ ۳۸۱)، و ابن حبان (ج۸/ رقم ۶۱۱۱)، و ابن ابی عاصم فی " السنة" (ج۱/ رقم ۶۰۸)من طریق قتادة، عن ابی رافع۔

۳۔ عجلان المدنی، عنہ

و اخرجہ الترمذی (۳۵۴۳)، و ابن ماجة (۱۸۹، ۴۲۹۵)، و احمد (۲/۴۳۳)، وابن خزیمة فی " التوحید" (۱/۱۳۴،۱۳۵)، و ابن حبان (ج۸/رقم ۶۱۱۲) من طریق محمد بن عجلان، عن ابیہ۔

قال الترمذی:

"ھذا حدیث حسن صحیح غریب"۔

۴۔ عطاء بن میناء ،عنہ

اخرجہ مسلم (۲۷۵۱/ ۱۶) ، والبیھقی فی " الاسماء" (۲/۸)۔

۵۔ ھمام بن منبہ، عنہ

اخرجہ احمد (۳۱۳۲)۔

۶۔ عطاء بن یسار، عنہ

اخرجه ابن ابی عاصم (٦٠٩)۔

۷۔ ابو صالح ، عنه

اخرجه البخاری (١٣/ ٢٨٤۔فتح)، و ابن حبان (ج٨/ رقم ٦١١٠)، و احمد (٢/ ٣٩٧، ٤٦٦) من طریق الاعمش، عنه۔

﴿١٩﴾

ھذا حدیث صحیح،اخرجه البخاری فی "الصحیح" (١٣/ ٥١١۔ ٥١٢ فتح)، و فی "خلق افعال العباد" (ص١٨٨)، و احمد (٣/ ١٢٢، ١٢٧، ١٣٠، ٢٧٢، ٢٨٣)، و عبد الرزاق (ج ١١/رقم ٢٠٥٧٥) و الطیالسی (٢٠٢١) و عبد بن حمید (١١٦٨، ١١٦٩)، و ابو یعلی (ج٥/رقم ٣١٨٠، ج٦/رقم ٣٢٦٩)، و ابن مندة فی "التوحید" (ق ١٠١/ ١) والبغوی فی "شرح السنة" (٥/ ٢٣۔٢٤) من طرق عن قتادة، عن انس، بزیادة عند بعضھم فی اوله۔ قال البغوی: "صحیح"

وله شاھد عن ابی ذر رضی الله عنه۔

اخرجه مسلم (٢٦٨٧)، و البخاری فی "خلق الافعال" (١٨٩)، و ابن ماجة (٣٨٢١)، و احمد (٥/ ١٤٧، ١٥٣، ١٥٥، ١٦٩، ١٨٠)، و الطیالسی (٤٦٤)، و المروزی فی "زوائد الزھد" (١٠٣٥)، و الحاکم (٤/ ٢٤١)، والطبرانی فی "الاوسط" (ج٢/ ق ١٦٤/ ٢۔ ق ١٩٠/ ٢)، و ابو نعیم فی "الحلیة" (٥/ ٥٦۔٧/ ١٦٨، ٢٤٨)، والبیھقی فی "الشعب" (١٠١٢۔ ٤٠٤٧) وفی "الصفات" (٥٧٥)، والخطیب فی "تاریخه"

(٢/٧٤)، والبغوى فى " شرح السنة" (٥/٢٥-٢٦) من طريقالمعرور بن سويد، عن ابى ذر مرفوعا: " قال الله عزوجل: ﴿ من عمل حسنة فله عشر امثالها او ازيد، ومن عمل سيئة، فجزاؤها مثلها او اغفر، ومن عمل قراب الارض خطيئة، ثم لقينى لا يشرك بى شيئا، جعلت مثلها مغفرة، ومن اقترب الى شبرا اقتربت اليه ذراعا، ومن اقترب الى ذراعا اقتربت اليه اليه باعا، ومن اتانى يمشى اتيته هرولة﴾

قال الحاكم:

" صحيح الاسناد" ووافقه الذهبى

وقال ابو نعيم:

"صحيح من عوالى حديث الاعمش، رواه الائمة والناس عن الاعمش" وله طريق آخر عن ابى ذر ياتى فى الحديث رقم (٣١).

﴿٢٠﴾

هذا حديث صحيح،اخرجه ابو داود (١٦٩٤)، و الترمذى (١٩٠٧) وابن ابى شيبة (٨/ ٣٤٧-٣٤٨)، والبزار (ج ١/ ق ١/١١١)، والحميدى (٦٥)، و البرتى فى "مسند عبد الرحمن بن عوف" ٠ق ٢/١٧٩)، و ابو يعلى (ج٢/ رقم، ٨٤) والبغوى فى " شرح السنة" (١٣/٢٢)، و الخرائطى فى "المساوى"(٢٦٥)من طريق سفيان(٢) بن عينية، عن الزهرى، عن ابى سلمة، قال: اشتكى ابو الرداد فجاء ه عبد الرحمن بن عوف عائدا، فقال

خیرهم و اوصلهم ما علمت ابا محمد، فقال عبد الرحمن سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول۔ فذکره

وعند اغلب المخرجین: "ومن قطعها بتته"

وعند ابی یعلی: "۔۔ قطعته او بتته"

قال الترمذی:

"حدیث سفیان عن الزهری صحیح(٣)"

(١) سقط ذکر "الزهری" من الاسناد ووقع فی المتن تصحیفات اخری۔

(٢) و تابعه سفیان بن حسین عنا لزهری به و اخرجه الحاکم (١/ ١٥٨) و سفیان ضغیف فی الزهری خاصة۔ والله اعلم۔

(٣) قال شیخنا فی "الصحیحة" (١٢٠):

فتعقبه المنذری فی "مختصر سنن ابی داؤد (٢/ ٢٦٢) بقول: "فی تصحیحه نظر، فان یحییٰ بن معین قال: ابو سلمه بن عبد الرحمن لم یسمع من ابیه شیئا، و ذکر غیره ان ابا سلمة و اخاه لهما سماع من ابیهما۔" اھ۔

و الذی یبدوا لی ان الترمذی لا یعنی الحدیث صحیح بالنظر الی نسبته الی النبی صلی الله علیه وسلم، و انما للزهری فقط، یعنی ان ما نسبه سفیان اله من الحدیث بالسند المذکور صحیح النسبة الیه، بخلاف مانسبة الیه معمر فهو خطا۔ هذا الذی یتبادر الی الذهن من النظر الی جملة کلامه، وذالك لا یعطی ان الحدیث عنده صحیح عن النبی صلی الله علیه وسلم" ۔

قلت: كذا قال۔ ايده الله۔ والحمل بعيد لا يتبادر الى الذهن، بل الذی يتنادر ان الترمذی صحح متن الحديث لمجيئه من وجوه أخرعن الصحابة، و هذه طريقة مشتهرة عن الترمذی، فالحمل عليه اقرب و الله اعلم۔

قلت: جوده معمر بن راشد۔ مخالفا سفيان۔ فرواه عن الزهری، عن ابی سلمة بن عبد الرحمن، عن ابی الرداد الليشی، عن عبد الرحمن بن عوف اخرجه احمد (١/١٩٤)، و البيهقی فی "السنن" (٧/٢٦)، و فی "الصفات" (١/ ٩٦-٩٧) من طريق عبد الرزاق، انا معمر به ورواه عن عبد الرزاق هكذا: احمد بن حنبل، و احمد بن يوسف السلمی۔

وخالفهما اسحاق بن ابراهيم الدبری، ومحمد بن المتوكل بن ابی السری العسقلانی، فروياه، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهری، عن ابی سلمة، ان الرداد الليشی اخبره عن عبد الرحمن بن عوف۔ فذكره فصار شيخ ابی سلمة: " الرداد" لا " ابا الرداد"۔ اخرجه ابو داود (١٦٩٥)، و ابن حبان فی " الثقات" (٤/ ٢٤١)، و الحاكم (٤/١٥٧)، والمزی فی " التهذيب" (٩/ ١٧٤- ١٧٥) عن عبد الرزاق، وهوفی " المصنف" (ج ١١/ رقم ٢٠٢٣٤)

قال الجيلانی فی "فضل الله الصمد" (١/ ١٣٤):

" هاهنا احتمالان: الاول ان يكون مغمر قال: " رداد"، وان عبد الرزاق رواه كذالك، وما وقع فی " المسند" عن عبد الرزاق "ان ابا

الـرداد" من تخليط القطيعی راوی المسند عن عبد الله ابن الامام احـمـد، او مـن تـخليط ابن المذهب روايه عن القطيعی. الثانی ان يـكـون مـعـمـر قال كما فی " المسند" عن عبد الرزاق عنه، ان " ابا الـرداد" لـكـن عبـد الـرزاق رواه بـاخرة حين سمع منه محمد بنا لـمتـوكـل وغيره فقال: " ان رداد" ووقع الترمذی و ابن حبان من طـريـق الـمتـاخـريـن، فـظـنـا ان الوهم من معمر، وعلى كل حال، فالصواب "ابو الرداد" اھ۔

قـلـت: ليس فی هزين الاحتمالين واحد راجع، لانه لم يقع تخليط مـن الـقطيعی ولا من ابن المذهب، بل الخطا من معمر كما ياتی۔ و اما عبد الرزاق فليس الخطا منه۔

فقد رواه ابن المبارك، عن معمر، عن الزهری، عن ابی سلمة، عن رداد الليشی، عن عبد الرحمن بن عوف به۔

اخـرجـه ابـن حبـان فـی " صـحيـحه" (۲۰۳۳)، و الشجری فی " الامالی" (۲/ ۱۳۰)من طريقين عن ابن المبارك۔

وابـن الـمبـارك ثـقة ثبت حجة۔وهنا يدفع قول الشيخ ابی الشبال رحـمـه الـلـه فـی " تخريج المسند" (۳/ ۱۳۹): "فليس الخطا من معمر، ولا من عبد الرزاق، فلعله ممن روی عن عبد الرزاق او غير عبد الرزاق ممن روی عن معمر"۔ اھ

كـذا!والـرواـة عـن عبـد الـرزاق ائمة اثبات۔ لكننا نصوب الرواية الاولی التی فيها " ابو الرداد" فقد توبع معمر عليها۔

فـقـد رواه شـعيب بن ابی حمزه، عن الزهری، عن ابی سلمة، عن

ابی الرداد، انه اخبره عن عبد الرحمن بن عوف به۔
واخرجه الحاکم (۱۵۸/۴) وعنده البیهقی فی "شعب الایمان" (۷۹۴۱) من طریق محمد بن خالد بن خلی، ثنا بشر به، وتابعه ابو الیمان الحکم بن نافع، ثنا شعیب بن ابی حمزة به۔
وللحدیث شواهد عن ابی سعید الخدری، وابن ابی اوفی، وعامر بن ربیعة، و جیبر بن مطعم، رضی الله عنهم، خرجت احادیثهم فی "السحب الهوامع بتخریج جمیع الجوامع" اللسیوطی، وقد نجز منه حتی کتابة هذه الاسطر نحو عشر مجلدات، ونسأل الله التمام" وحسن الختام۔

﴿۲۱﴾

هذا حدیث صحیح،اخرجه احمد (۲۴۸/۲،۳۸۶، ۴۲۷،۴۴۲)، وابو داود (۴۰۹۰)، و ابن ماجة (۱۴۷۴)، و الحمیدی (۱۱۴۹)، و الطیالسی (۲۳۸۷)، و ابن ابی شیبة (۸۹/۹) وهناد فی " الزهد" (۸۲۵)، والدولابی فی " الکنی" (۱۱۳/۲)، والقضاعی فی " مسند الشهاب" (۱۴۶۴)، ۱۴۶۵)، والبغوی فی "شرح السنة" (۱۶۹/۱۳) والضیاء فی " المختارة" (ج ۶۱/ ق ۱/۲۴۶) من طرق عن عطاء بن السائب، عن الاغرابی مسلم، عن ابی هریرة مرفوعا۔ فذکره۔
وقد رواه عن عطاء بن السائب جماعة، منهم:
"سفیان بن عینیة، وسفیان الثوری، وحمادبن سلمة، وابو الاحوص سلام بن سلیم، و اسماعیل بن علیه، وعمار بن محمد

الثـوری، وابو عوانة وضاح، ومحمد بن فضیل" وسفیان الثوری کان ممن سمع من عطاء قبل الاختلاط۔ فالسند قوی۔

واخـرج احـمـد (۲/۴۱۴) حـدثـنا عفان، ثنا حماد بن سلمة عن سهیـل عـن عـطـاء بـن السـائـب، عـن الاغـر، عـن ابی هریرة بـه واحسـب ان هـذا الاسـنـاد خـطـا، صـوابـه: " حماد بن سلمة عن سهیل وعطاء" وقد اختلف علی عطاء بن السائب فی اسناده۔ فرواه من ذکرنا عنه هکذا۔

وخـالـفهـم عبـد الـرحمن المحاربی و محمد بن فضیل فروياه عن عـطـاء بـن السـائب، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس مرفوعا به۔

اخـرجـه ابـن مـاجة (۴۱۷۵، وابـن حبـان (۴۹)، و ابن عدی (۵/۲۰۰۰) والـواحـدی فـی "تـفسیـره" (۴/۲/۶۱)۔ کـمـا فی"الصحیحة" (۵۴۱)

وهـذا من تخلیف عطاء۔ ومحمد بن فضیل سمع منه فی الاختلاط کـمـا قـال ابـو حـاتـم وغیره۔ وکذا عبد الرحمن المحاربی علی ما یظهر من ترجمة عطاء۔

وخالفهم جریر بن عبد الحمید فرواه عن عطاء، عن ابیه، عن ابی هریرة اخرجه القضاعی (۱۴۶۳)

وخـالفه ابو الاحوص فرواه عن عطاء، عن ابیه، عن عبد الله بن عـمـرو، و عـن عـمـرو بن العاص (؟) مرفوعا به۔ ولعل الصواب: عـن عبـد الـلـه بـن عمرو مرفوعا۔ اخرجه ابن عدی (۵/۲۰۰۱)

وقال:
" هذه التخليط عندى من عطاء بن السائب، لثقة من روى عنه الوجوه كلها۔
واخرجه الحاكم (١/٦١) من طريق حماد بن سلمة، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، عن ابى هريرة مرفوعا مختصرا، وقال: " صحيح على شرط مسلم" ووافقه الذهبى۔
قال شيخنا فى "الصحيحة" وهو كما قالا۔
قلت: كذا! وفيه نظر، لان مسلما لم يخرج هذه الترجمة فى "صحيحه"، وقتادة مدلس۔ ولذاك قال اسماعيل القاضى فى "احكام القرآن": "سمعت على بن المدينى يضعف احاديث قتادة عن سعيد بن المسيب تضعيفا شديدا ويقول: احسب اكثرها بين قتادة وسعيد رجال۔" اه
واخرجه مسلم (٢٦٢٠/١٣٦)، و البخارى فى " الادب المفرد" (٥٥٢) و ابو القاسم الاصبهانى فى " الترغيب" (٥٩٨) والبيهقى فى " الشعب" (٨١٥٨) من طريق ابى اسحاق السبيعى، عن ابى مسلم الاغر، عن ابى هريرة وا بى سعيد الخدرى مرفوعا عن الله عزوجل: " العزى ازارى والكبرياء ردائى، فمن ناز عنى بشئى منهما عذبته" هذا لفظ البخارى۔
ولفظ مسلم مرفوعا:
" العز ازراه، والكبرياء رداء ه، فمن نازعنى بشئى منهما عذبته۔"
وفى الباب عن فضالة بن عبيد رضى الله عنه مرفوعا: فزكر

حدیثا وفیه: " وثلاثة لا تسال عنهم: رجل نازع الله عزوجل رداء ه، فانه رداء ه الکبریاء، و ازراه العزة، ..."

اخرجه البخاری فی " الادب" (٥٩٠)، و احمد (١٩/٦)، و ابن حبان (٥٠)، و ابن عاصم فی "السنة (٨٩)، و ابو القاسم الاصبهانی فی " الترغیب" (٢٣٣٤)، و الطبرانی فی "الکبیر" (٣٠٧١٨)، وابن عساکر فی "مدح التواضع وذم الکبر" (١/٨٨/٥). کما فی " الصحیحة" (٥٤٢).، من طریق حیوة بن شریح، حدثنی ابو هانی ان ابا علی عمرو بن مالك الجنبی، حدثه عن فضالة بن عبید۔

و اخرج الحاکم (١/١١٩) طرفا من اوله بهذا الاسناد وقال: " صحیح علی شرط الشیخین فقد احتجا بجمیع رواته ولم یخرجاه، ولا اعرف له علة". ووافقه الذهبی۔

قال شیخنا:

قلت: وقد وهما فی بعض ماقالا، فان ابا علی الجنبی لم یخرج له الشیخان فی " صحیحهما"، و ابو هانی و اسمه حمید بن هانی لم یخرج له البخاری وقال ابن عساکر؛ حدیث حسن غریب، تفرد به ابو هانی ورجال اسناده ثقات۔



اسناد ضعیف: اخرجه الترمذی (٧٠١/٧٠٠)، واحمد (٢/٢٣٧-٢٣٨-٢٣٩) و ابن خزیمة (ج٣/ رقم ٢٠٦٢)، وا بن حبان (٨٨٦)، و شرح السنة (٢٥٦/٦)، و الشجری فی

"الامانی" (۱/۱۸۹-۱۹۰) من طرق عن قرة بن عبد الرحمن، عن الزهری، عن ابی سلمة، عن ابی هریرة مرفوعا به۔
قال الترمذی: "حسن غریب"۔
قلت: و سنده ضعیف، وقرة بن عبد الرحمن فی حدیثه نکارة عن الزهری ولکنه توبع۔
تابعه محمد ابن الولید الزبیدی، عن الزهری بسنده سواء اخرجه الطبرانی فی "الاوسط" (ج۱/رقم ۱۴۹) من طریق مسلمة بن علی، عن محمد بن الولید، وقال:
"لم یرو هذا الحدیث عن الزبیدی الا مسلمة بن علی"
قلت: وهو الخشنی ضعیف الحدیث جدا۔ ترکه غیر واحد منهم النسائی و الدار قطنی والبرقانی والازدی۔
وقال الحاکم: "روی عن الاوزاعی والزبیدی المناکیر والموضوعات" (تنبیه) لم اجد هذا الحدیث فی "سنن ابن ماجة"، فلعله وهم منه، والله اعلم۔



هذا حدیث صحیح،اخرجه الترمذی (۲۳۹۰) من طرق حبیب بن ابی مرزوق، عن عطاء بن ابی رباح، عن ابی مسلم الخولانی، حدثنی معاذ بن جبل مرفوعا به۔
وقال: "هذا حدیث حسن صحیح۔ وابو مسلم الخولانی اسمه عبد الله بن ثوب"۔
ومن هذا الوجه:

اخرجه احمد (٥/٢٣٦-٢٣٧-٢٣٩)، و اللفظ له، وابنه فی "زوائد المسند" (٥/٣٢٨)، وابن ابی شیبة (١٣/١٤٥)، و الطبرانی فی "الکبیر" (ج٢٠/رقم ١٦٧،١٦٨) عن ابی مسلم الخولانی قال: اتیت مسجد اهل دمشق، فاذا حلقه فیها کهول من اصحاب النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم، و اذا شاب فیهم اکحل العینین، براق الثنایا، کلما اختلفوا فی شئی ردوه الی الفتی۔ شئی شاب۔ قال: قلت لجلیس لی: من هذا ؟ قال: هذا معاذ بن جبل۔ قال: فجئت من العشی، فلم یحضروا۔ قال: فغدوت من الغد۔ قال: فلم یجیئوا۔ فرحت، فاذا انا بالشاب یصلی الی ساریة، فرکعت، ثم تحولت الیه۔ قال: فسلم، فدنوت منه فقلت: انی لاحبك فی الله۔ قال: فمدنی الیه قال: کیف قلت؟ قلت: انی لاحبك فی الله۔ قال سمعت رسول الله صَلَّی اللہ علیہ وسلم یحکی عن ربه یقول: " المتحابون فی الله علی منابر من نور فی ظل العرش یوم لا ظل الا ظله"۔

قال: فخرجت حتی لقیت عبادة بن الصامت، فذکرت له حدیث معاذ بن جبل، فقال: سمعت رسول الله صَلَّی اللہ علیہ وسلم یحکی عن ربه عزوجل: " حقت محبتی للمتحابین فی۔ وحقت مجتبی للمتباذلین فی، وحقت مجتبی لمتزاورین فی، والمتحابون فی الله علی منابر من نور فی ظل العرش یوم لا ظل الا ظله" ولیس فی روایة الطبرانی ذکر لعبادة بن الصامت۔

وقد خولف بن ابی رباح فی اسناده۔

خالفه عطاء الخراسانی۔ وهو ضعیف۔، فرواه عن ابی ادریس

الخولانی، عن معاذ بہ۔
اخـرجه الطبرانی فی " مسند الشامین" (ق ۱۰۹) من طریق عتبة بـن ابـی حـكیـم حدثنی عطاء الخرسانی ۔ و عتبة ضعیف لا سیما فـی روایة بقیة عنه، وهذا منها فلعله اشتبه علی عطاء الخراسانی اوعـلـی عتبة، لا سیـما وهذا الحدیث یرویه ابو ادریس الخولانی وابو مسلم الخولانی۔ والله اعلم۔

﴿۲٤﴾

اسنــاده ضعیف،اخـرجـه احـمـد (۲/ ۲۵٤)، وا بو نعیم فی " الـحـلیة" (۸/ ۱۸۵)، والبـغوی فی " شرح السنة" (۱۳/ ۹٦) عن ابی المبارك، وهو فی " الزهد" (۲۰٤) من طریق یحیی بن ایوب، عـن عبیـد الـلـه بن زحر، عن علی بن یزید، عن القاسم، عن ابی امامة مرفوعا فذكره۔
قـال ابـن مـعیـن: " عبیـد الـلـه بـن زحـر، عن علی بن یزید، عن القاسم، عن ابی امامة مرفوعا فذكره۔
قـال ابن معین: " عبید الله بن زحر، عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامة ضعاف كلها"۔
قال ابن حبان فی " المجروحین" (۲/ ٦۲-٦۳):
"اذا اجتـمـع فی اسناد خبر: عبید الله بن زحر، وعلی بن یزید، و الـقـاسـم ابـو عبد الرحمن، لا یكون متن ذالك الخبر الا مما عملته ایدیهم، فلا یحل الا حتجاج بهذه الصحیفة"اه۔
قـلـت: عبیـد الله بن زحر و القاسم لم یتهمها احد بكذب، وهما فی

الاصل صدوقان، لکن فی حفظهما ضعف، والعلة من علی بن یزید الالهانی لامرین: الاول: انه الاضعف، فتعصیب الجنایة برقبته اولی۔
الثانی: ان عبید الله بن زحر توبع۔
فتابعه عثمان بن ابی العائکة، عن علی بن یزید به۔
اخرجه ابو القاسم الاصبهانی فی "الترغیب" (۲۴۲۳) من طریق الولید بن مسلم، ثنا عثمان به۔
قلت: وعثمان ضعیف، ومشاه بعضهم، فیبقی الاسناد ضعیفا، والله اعلم۔ وضعفه الهیثمی (۸۷/۱) وسبقه شیخه العراقی۔

﴿۲۵﴾

هذاحدیث صحیح، اخرجه مالک فی المؤطا (۹۵۳/۲) واحمد فی المسند (۲۲۹/۵) و ابن المبارک فی "الزهد" (۷۱۵)

﴿۲۶﴾

اسناده ضعیف۔ اخرجه النسائی (۱۸/۶)، واحمدبسند صحیح (۱۱۷/۲)

﴿۲۷﴾

اسناده ضعیف، اخرجه ابو داؤد فی روایة ابن الاعرابی کما فی "اطراف المزی" (۲۴۳/۹) و ابن ماجه بسند حسن (۱۴۰۳)

﴿۲۸﴾

اسناده ضعیف، اخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر (۲/۴/ ۳۵۵-۳۳۶) و الحاکم بسند صحیح (۳۴۸/۱) و احمد بسند

صحیح (٦/ ٤٥٠)

﴿٢٩﴾

اسناده واه، اخرجه عبد بن حمید فی "المنتخب" بسند واه والطبرانی فی" الکبیر (١١/رقم ١١٦١٥) والحاکم(٤/ ٢٦٢)

﴿٣٠﴾

هذا حدیث صحیح، اخرجه الحاکم ١/ ٣٤٩) والبیهقی فی " السنن" (٣/ ٣٧٥) وفی " الشعب (٩٢٣٩)

﴿٣١﴾

هذا حدیث صحیح، اخرجه الترمذی (٣٥٤٠) و ابو نعیم فی "الحلیة" (٢/ ٢٣١)

﴿٣٢﴾

اسناده ضعیف۔ اخرجه احمد بسند صحیح فی " المسند" (٢/ ٣٥٩) والحاکم (٤/ ٢٥٦)

﴿٣٣﴾

اسناد ضعیف۔اخرجه النسائی فی " التفسیر" (١/ ١٣٩) و الترمذی (٣٣٢٨) و ابن ماجة (٤٢٩٩) والدارمی (٢/ ٣٠٢) و احمد (٣/ ١٤٢)

﴿٣٤﴾

هذا حدیث صحیح۔ اخرجه الترمذی" ٤٧٥) و ابونعیم فی "